چڑھنا اور ترقی کرنا مرتبہ سو خلاصہ یہ ہو کہ رسولون کا جو اُترنے سے اُترنا مرتبہ ہے سو نبیونکا چڑھنے سے چڑھنا مرتبہ ہے اسیطرح سے صدیقین اور شہدا اور صالحین اور مومنین کے مرتبہ کا حال جو مذکور ہوا سمجھو اور مراقبہ کی اصل اور دلیل حدیث جبرئیل ہے جو شروع مین مذکور ہوئی

دسوین فصل نسبت کے معنی اور اُسکے حاصل ہونیکے بیانمین اور تینون قسم کی تجلیون اور مشاہدہ اور فنا اور بقا اور حق الیقین کی حقیقت کے بیان مین

سارے مشایخ کے طریقونکے اشغال کا انجام یہی ہے کہ اُس سے ہیبت نفسانیہ یعنی کیفیت نفسانیہ حاصل کرے جسکو حضرات صوفیہ نسبت کہتے ہین اور جب یہ نسبت حاصل ہوتی ہے تب اُسکے نور اور قوت کے زور سے کشف مشاہدہ معانیہ سب حاصل ہوتا ہے اُس کا بیان سنو وہ یہ ہے کہ اللہ معبود برحق کی ذات مقدس کے پتے اور نشان کیواسطے یہ لفظ مبارک اللہ کی مقرر ہے تو بس اس لفظ کے معنے اور اس لفظ کا مفہوم وہی ذات مقدس ہو سو یہی لفظ مبارک اللہ کا مفہوم جو نرا مجرد اور بسیط ہے جب طرف متوجہ ہونے کا ملکہ یعنے مشاقی نفس ناطقہ یعنے بوتے کو حاصل ہو جاوے اور اللہ عزوجل سے ایک علاقہ لگ جاوے اور یہ علاقہ لگ جانا نفس ناطقہ کی صفت ہو جاوے اور اُس سے ایکدم جدا نہو سکے تب اسی ملکہ کو نسبت کہتے ہین اسواسطے کہ نسبت کہتے ہین ایک ملاپ اور علاقہ کو اور اس ملکہ کا حاصل ہونا اللہ عزوجل سے ایک علاقہ پیدا ہونیکا نام ہے اور یہ ملکہ نفس ناطقہ کو حاصل ہوتا ہے اور اُسمین جم جاتا ہے جسطرح سے دیکھنا سننا وغیرہ صفتین آدمی کے ساتھ لگی رہتی ہین اُسیطرح سے یہ ملکہ نفس ناطقہ کی صفت ہو جاتا ہے اور اُسمین ہردم لگا رہتا ہے اور روح الٰہی عالم امر ہے اللہ کے پاس سے اور اُسکے حکم سے اُسکی بھیجی آئی ہے اُسی روح سے آدمی زندہ ہے اُسکی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے اللہ کیطرف سے کشش اور اللہ کیطرف کھنچ جانا اور اُس کشش کو قبول کرنا اور مشاہدہ اور حق الیقین کا حاصل کرنا

ور اللہ کیطرف متوجہ اور ٹک لگانا اُسیکو حاصل ہے اور جسکو کھانے پینے خوشی سے قوت ہوتی ہے اور بھوکھ
پیاس دُکھ غم سے کمزوری اُسکو روح طبی کہتے ہین اور طب مین اُسیکے علاج اور دوا کا بیان ہے اُسیکو روح
نفسانی وغیرہ کہتے ہین اور جسطرح سے سارے حواس اور قوت روح الٰہی کی صفات اور توابع ہین ویساہی
روح طبی بھی اور روح اور نفس ناطقہ کا بیان اکیسوین فصل مین ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ اور جیساکہ
انسان کی آنکھ کی بینائی کو بصارت کہتے ہین ویساہی اس صفت اور ملکہ کو نفس ناطقہ کی بصیرت بولتے ہین
تو جب نفس ناطقہ کو یہ بصیرت حاصل ہوئی اور تجلیونکے دیکھنے کے قابل ہوئی تب اُسکو ایک کیفیت اور
ہیبت اور حالت اور مزہ حاصل ہوئی تو پس حضرات صوفیہ اُسیکو ہیبت نفسانیہ اور نسبت اور سکینہ
اور نور اور بصیرت کہتے ہین اور نسبت کی حقیقت یہ ہے کہ یہ نسبت ایک کیفیت اور مزہ اور ایک حالت
ہے جو نفس ناطقہ مین حلول کرتی اور گھس جاتی ہے فرشتونکی تشبیہ کے قسم سے یعنے یہ شخص فرشتونکے
مشابہ ہو جاتا ہے اور تسبیح اور اللہ کی ذکر مین فرشتون کے مانند لذت پاتا ہے اور جیساکہ فرشتونکو
وجود کا آڑ نہین ہے ویسا اسکو اپنا بدن آڑ نہین پڑتا جیساکہ حق الیقین کے بیانمین معلوم ہوا اور یہ
جو اعلیٰ درجہ ہے یا وہ مزہ نفس ناطقہ مین گھس جاتی ہے تطلع الی الجبروت کے قسم سے یعنے صفات
اوری کیطرف جھانکنے کے قسم سے جیساکہ وجد کے بیانمین معلوم ہوا اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ بندیکے
اوپر بعضے وقتمین ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ اسوقت مین اللہ تعالےٰ کے جبروت یعنی افعال اور
صفات قہر اور غلبہ کو جھانکنے کے طور پر دیکھتا ہے اور سناٹے مین ہو جاتا ہے اور اسکا جی جھبن سے ہو جاتا ہے
اور یہ بات ہر خاص اور عام کو کبھی کبھی ہو جاتا ہے اس مضمونکی شرح یہ ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے
اپنی کتاب قرآن مجید مین اپنی ذات کو اپنی ساری صفات کے ساتھ بیان فرمایا ہے مثلاً اپنی
ذات کو فرمایا کہ اُسکے مانند اور مشابہ کوئی چیز نہین یا فرمایا کہ اسکو نہین پا سکتی ہین آنکھین اور وہ
پا سکتا ہے آنکھونکے یعنے آنکھ مین یہ قوت نہین اُسکو دیکھ لے مگر جو وہ آپکو دکھاوے اسواسطے
لطیف ہے یا اپنی صفات کے اسماء مثل رزاق اور تواب اور رحمن اور رحیم اور سمیع اور بصیر اور
خبیر اور علیم اور قدیر اور محیي اور ممیت وغیرہ کو بیان فرمایا سو ویساہی ہم سارے عام اور خاص مومن

لوگ اپنے علم کی دلائل اور تحقیقات سے اُسکی ذات اور صفات کو جیسا کہ حق پہچاننے کا ہے پہچانتے ہین
اور اس معرفت یعنی پہچاننے مین ہرگز شک اور شبہہ کو دخل نہین فقہ اکبر مین یہی لکھا ہے اور یہی مذہب
اہل سنت وجماعت کا ہے اور اس معرفت اور ایمان کو علم الیقین کہتے ہین اور یہ بات خوب معلوم ہو کہ علم اور
دیکھنے اور کھلجانے مین بڑا فرق ہو مثلاً اپنی جان یا موت یا درد یا بھوکھ پیاس کا علم ہر شخص کو حاصل ہے
مگر اُسکی حقیقت کسی پر کھلتی نہین ہان قہر اور غلبہ کی صفت کسی کسی وقت مین ہر مسلمان پر کھلجاتی ہو اور
جب سالک کے نفس ناطقہ کو بصیرت حاصل ہوتی ہو تب اُسکو ایسا ملکہ حاصل ہوجاتا ہو کہ اسپر دیکھنے کے
طور پر کہ گویا دیکھتا ہے اُس سبحانہ کے افعال کھلجاتے ہین اور اُسکی جمالی یعنی لطف کی اور جلالی ہو یعنے قہر کی دونون
قسم کی صفات کھلجاتی ہین بعد اسکے اُسکی ذات کھلجاتی ہے اور اس کھلجانے کو تجلی بولتے ہین اور اس
تجلی سے جو ایمان حاصل ہوتا ہے اُسکو عین الیقین اور حق الیقین کہتے ہین اور یہی اصل مقصود ہے
اور چونکہ صفات جبروتی کا کسی کسی وقت مین کھل جانا سبکی سمجھ مین آجاتا ہے اسواسطے جو کچھ بصیرت سے
سالک دیکھتا ہے اسکو قول الجمیل مین از قسم تطلع الی الجبروت فرمایا تاکہ تجلی افعال اور صفات
اور ذات کو صفات جبروتی کے کھلنے پر قیاس کرین مگر ملکہ راسخہ خواص کے سوا دوسرے کو نصیب
نہین ہوتا اور یہ دیکھنا بصیرت سے اسطرح پر ہوتا ہے کہ جیسے شفاف اور باریک پردے کے آڑ سے
کوئی شخص کسی چیز کو دیکھتا ہے اسواسطے اُسکو دیکھنے کے مشابہ فرمایا جیسا کہ حدیث جبرئیل مین احسان کے
بیان مین فرمایا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ بندگی کرے تو اللہ کی اسطرح پر کہ گویا تو اسکو دیکھتا ہے
غرض اس قسم کھل جانیکا حد و پایان نہین اور یہ کھلجانا بوادی اور طوارق سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ
اسکے بیان مین معلوم ہوا اور اُسکی ذات اور صفات کی حقیقت کی معرفت اور اُسکا کھلنا جیسا کہ کھلجانا
ہے کسیکو حاصل نہین بلکہ جسقدر صفائی ہوتی جاتی ہے یقین کا درجہ بڑھتا جاتا ہے فقہ اکبر مین ہے
کہ سارے مومن لوگ معرفت اور یقین اور توکل اور اللہ اور رسول کی محبت اور رضا اور خوف اور
رجا اور ایمان مین برابر ہین اور ایمان کے سوا ان سب کو ربا تو نہین درجے کا تفاوت کہتے ہین
اور درجے مین کم و بیش ہوتے ہین سو اسی پورے یقین حاصل ہونیکے واسطے نسبت حاصل ہونے کی

راہ تلاش کرتے ہین تو بس سارے درجات نسبت حاصل ہونے پر موقوف ہین اور نسبت کا حاصل ہونا طاعات
اور طہارات اور اذکار پر موقوف ہے اور اذکار مین داخل ہے قرآن شریف کی تلاوت اور مراقبہ کیونکہ وہ بھی ذکر
قلبی ہے جیساکہ قول الجمیل مین فرماتے ہین اور اس بصیرت کے حاصل کرنیکی یہ راہ ہے کہ بندہ حسب طاعات
اور طہارات اور اذکار مین ہمیشہ برابر لگا رہتا ہے تب اسکو ایک صفت حاصل ہوتی جو نفس ناطقہ مین قائم رہتی ہے
یعنی فرشتونکی صفت کے مشابہ ایک صفت اُسکے نفس ناطقہ کو حاصل ہوتی ہے اور ایک ملکہ مضبوط صفات
الٰہی کیطرف جھانکنے اور متوجہ ہونے کا اسکو حاصل ہوتا ہے تب اُسکے نفس ناطقہ مین اس دونون قسم کی
صفت اور نسبت جم جاتی ہے اور اس ملاحظہ اور توجہ کا ملکہ مضبوط اُسکو حاصل ہوتا ہے تو بس اس نسبت کی
دو جنسین ٹھہرین ایک تو فرشتونکی تشبیہ کے قسم اور دوسری تطلع الی الجبروت کے قسم اور ان دونون جنس کے
اندر بہت قسم کی نسبتین ہوتی ہین انمین سے ایک نسبت محبت اور عشق کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حضوری کی
یاد داشت کے ساتھ عارف کے دلمین اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق جم جاتا ہے تو چونکہ بصیرت پر
محبت کھل گئی اسواسطے یہ نسبت محبت اور عشق کی کہلاتی ہے اور عشق کے معنے حد سے زیادہ دوست رکھنا
اور اُنمین سے ایک نسبت نفس شکنی اور نفس کے مزون سے بیزار رہونیکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حضوری کی
یاد داشت کے ساتھ عارف کا نفس بالکل شکستہ ہو جاتا ہے اور نفس کے مزون کا خیال بالکل مٹ
جاتا ہے اور اسکو نسبت اہل بیت کہتے ہین یعنی اہلبیت کا یہی حال تھا اور اُسیکو فناے ارادہ کہتے
ہین جو تجلی ذات سے حاصل ہوتا ہے جیساکہ قریب معلوم ہوگا اور انمین سے ایک نسبت مشاہدہ کی ہے
اور وہ مراد ہے حاصل ہونے بلکہ توجہ سے بحر دبسیط کیطرف یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس کیطرف
ہر وقت متوجہ رہنا اسیکا نام نسبت مشاہدہ ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حضوری کے بہت
رنگ ہین باعتبار پائے جانے معنے محبت یا نفس شکنی وغیرہ کے یادداشت کے ساتھ سو نفس انسانی مین
جس رنگ مخصوص کا ملکہ قوی قائم ہو جاتا ہے اس ملکہ کو اُسی رنگ کی نسبت کہتے ہین اور نسبتین نہایت
بکثرت ہین یقین اور صاحب اسرار یعنے عارف سب نسبتونکو الگ الگ پہچانتا ہے یہانتک قول الجمیل کے
مضمونکی شرح ہے خلاصہ یہ کہ بصیرت پر جو بات کھل جاتی ہے اسکا ملکہ ہو جاتا ہے تب وہ بصیرت اسی بات کی

نسبت کھلاتی ہے مثلاً نسبت زہد اور توکل اور تقویٰ اور رضا کی یا نسبت تجلی افعال یا صفات یا ذات کی و علیٰ
ہذا القیاس جب یہ مضمون سمجھ مین آگیا کہ بصیرت سے مشاہدہ وغیرہ حاصل ہوتا ہے تو بس فرض سے لیکے مستحب تک
بندگی اور طاعت مین ہر قسم کی طہارات اور اذکار مین ہمیشہ برابر لگا رہے تا کہ بصیرت حاصل ہو اور اسی تینوین
بات سے نفس ناطقہ کا تزکیہ اور تجلیہ یعنی پاک صاف کرنا اور جلا دینا ہوتا ہے اور ہر قسم کی طہارات جو کہا تو اُسکے
یہ معنے ہین کہ طہارت یعنے پاک ہونیکے کئی قسم ہین پہلے پاکی نفس کی کفر اور شرک اور باطل عقیدے اور
بُری نیتون اور بری خصلتون سے مثل کینہ رکھنے اور بد باطنی اور دغا بازی اور حسد اور تکبر وغیرہ کے دوسری
پاکی بدن کی اور کپڑے کی نجاستون سے مثل خون پیپ غایط بول شراب منی مذی وغیرہ کے تیسرے پاکی بدن کی
حدث اور جنابت سے وضو غسل تیمم کرکے چوتھے پاکی بدن کی فضلات رستنی سے جو بدن مین زائد چیزین جیسی ہین
مثل موے زہار اور بغل کے بال اور ناخن اور بدن کی میل وغیرہ کے جو جسکے داڑھی یا سر کا بال دراز اُسکو ہر ہفتہ مین
جمعہ کے روز اُن بالون کا دھونا اور اُنھین کنگھی کرنا اور عطر ملنا سنت موکدہ ہے پانچوین پاکی مال کی زکوۃ اور
صدقے دیکر اور اپنے مال کو حرام اور مکروہ مال ملنے سے بچاکر اور اُسکا بیان فقہ مین صاف صاف ہے اور اپنے
حال مین بھی غور کرتا رہے کہ کسقدر آنکھ کھُلی اور کیسی بصیرت ملی اور اُسکے کمال کی فکر مین لگا رہے یعنے جسطرح
صیقل کرتے کرتے دیکھ لیا کرتا ہے یہانتک کہ اُسکے خاطر خواہ صیقل اور جلا ہو جاتی ہے اسیطرح سے طاعات اور طہارت
اور اذکار مین برابر لگا رہے اور اپنے حال مین غور کرتا رہے یہ مضمون اپنے حال مین غور کرنے کا اس ناچیز نے اپنے
تجربہ سے لکھا ہے یہ بڑے کام کی بات ہے اور اپنے مرشد سے بھی حال بیان کرتا رہے اور ہمت کو بلند کرے ہمت
مردان مدد خدا مشہور ہے اور جب دریافت ہو کہ ابھی تک آنکھ نہین کھُلی تب غور کرے کہ طاعات طہارات
اذکار کس بات مین قصور ہے جسمین قصور پاوے اُسکو بخوبی بجا لاوے اس ملک مین اس زمانے مین لوگ پہلی طہارت
یعنے نفس کی طہارت حاصل نکرنے سے اور دوسری طہارت یعنی زکوۃ ندینے اور مال کی طہارت نکرنے سے
اس نعمت سے محروم رہتے ہین یعنے جبتک یہ سب طہارت حاصل نہوگی تب تک محروم رہین گے اور طاعت اور
ذکر فائدہ نکریگی جیسا کہ جبتک بلی کو نئے سے نہ نکال پھینکین گے تب تک ساٹھ ڈول پانی کھینچنا فائدہ نکرے گا
سو پہلی قسم طہارت کا حاصل ہونا نہ ہونا تو امانت ہے سالک آپ غور و انصاف کرتا رہے خصوصاً حسد

اور کبر جہل مرکب کی آفت سے بچتا رہے جہل مرکب کیا ہے کہ مثلاً تصوف کے علوم سے اور اُنکی اصطلاحی
باتون سے یا ذکر کے طریقہ سے واقف نہین ہے اور اُسکے سیکھنے اور دریافت کرنے کا محتاج ہی مگر کسی مرشد کی
خلافت رکھتا ہے اور سیکڑون آدمی اُسکے بھی مرید ہین اب اسکو دوسرے کے پاس جانے سے عار معلوم ہوتا ہے
اور مارے حسد اور تکبر کے یہ جانتا ہے کہ مجھکو یہ سب معلوم ہی اگرچہ کتاب مین لکھی باتین مجھکو نہ معلوم ہوئین تو کیا
مضائقہ اصل باتین مرشد کے توجہ سے مجھکو معلوم ہو گئین اور میرے توجہ سے لوگونکو معلوم ہو جاتی ہین
اور یہ بڑی آفت ہی کہ نہین جانتا ہے اور جانتا ہے کہ مین جانتا ہون کہ جو بات کتاب مین نہین ہی اُسکو
اصل بات جانتا ہے اور یہ پانچوین قسم کی طہارت حاصل ہونا نہونا ظاہر ہوتا ہے سو مرشد اس مقام مین
ہرگز مروت اور غفلت نکرے اور جسطرح سے بن پڑے مُرید کے کوئین کی بلی نکال پھینکے اسکی یہ راہ ہے کہ
مال کا فرض واجب صدقہ تو بزور مرید سے ادا کرانا ہی ہے کچھ نفل خرچ مین آزماوے مثل مسافر محتاج کو تھوڑا
بہت دلا کے یا کسیکو قرض دلا کے یا مسجد کی خدمت گذاری مین خرچ کرا کے آزماوے جب امتحان مین پورا
اترے تب تعلیم مین مال متوجہ ہو انشاء اللہ تعالیٰ مشکل آسان بیڑا پار ہے اور نا رسے بہتر معلوم ہوتا ہی
ہونہار بروے کے چکنے پات اور حدیث سے ثابت ہے کہ اس امت کی آزمایش مال ہی جامع ترمذی مین کعب بن
عیاض رض سے روایت ہی کہ اُس نے کہا کہ سنا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ فِتْنَۃً
وَفِتْنَۃُ اُمَّتِیَ الْمَالُ بیشک ہر امت کیواسطے ایک آزمایش تھی اور آزمایش میری امت کی مال ہے
غرض تینون بات مذکور سے نسبت بلاشبہہ حاصل ہوگی الحمد للہ ہمنے یہ نعمت پایا ہے تم لوگ بھی ہمت کو
بلند کرو ہوش کرو محروم نہ رہوگے بس جسکی صحبت اور تعلیم سے یہ نعمت ملی اور بصیرت ملے اور آنکھ کھلے
وہ بڑا صاحب تاثیر ہے قول الجمیل اور عوارف سب کا مضمون ایک ہی مگر ہر ایک کا بیان اپنے اپنے طور پر ہے
اب اس مقام مین تفسیر فتح العزیز کا مضمون لکھ کے تب کچھ عوارف کا مضمون لکھین تو اصل مطلب خوب سمجھ
مین آجاوے گا وہ یہ ہی ایمان کا دو قسم ہے پہلا ایمان تقلیدی یعنی اپنے مومن باپ مان وغیرہ کو دیکھ کے
بغیر تحقیق اور دلیل کے ایمان لایا دوسرا ایمان تحقیقی یعنی تحقیق کی روسے جو ایمان حاصل ہوا پھر ایمان تحقیقی
بھی دو قسم ہی پہلا استدلالی یعنی دلیل کی روسے جو ایمان حاصل ہوا اور دوسرا کشفی یعنی اسپر اللہ تعالیٰ اسنے

ایمان کو کھولدیا اور اُسکے دلمین ایمانکا نور ڈالدیا پھر ایمان استدلالی اور کشفی دونون قسم مین سے یا تو ایک انجام رکھتا ہے
یعنے اُسکا ایک حد مقرر ہو کر اُس حد سے تجاوز نہین کرتا اور یا تو انجام نہین رکھتا اور بے حد و پایان پھر اسمین سے
جو انجام رکھتا ہے اُسکو علم الیقین کہتے ہین یعنی اُسکا علم جہانتک پہنچتا ہے اور علم کی تحقیق سے جسقدر ثابت ہے
وہی اُسکا حد ہے اور جو انجام نہین رکھتا بلکہ بے حد و پایان ہے یعنے جسکو جسقدر صفائی ہوتی جاتی ہے اُسکو بقدر
اُسکی صفائی کے نور ایمان کا حاصل ہو جاتا ہے اور ترقی ہوتی جاتی ہے جیسا کہ حال و مقام کے بیانمین معلوم ہوگا
سو اس قسم ایمان کا بھی دو قسم ہے یا تو مشاہدہ ہے جسکو عین الیقین کہتے ہین یعنی اس قسم کی یہ حقیقت ہے کہ
اللہ جل جلالہ کی صفات جلال و رحمت کی بندے پر کھلجاتی ہے اسطور پر کہ گویا دیکھتا ہے اور یا تو
شہود ذاتی ہے جسکو حق الیقین کہتے ہین یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو ایمان کی آنکھ سے دیکھنے لگتا ہے
اور اسیکو معائنہ کہتے ہین۔ اب عوارف کے مضمونکا خلاصہ سنو عوارف کے بیسوین باب مین ہے کہ بصیرت
پر اللہ تعالیٰ کے افعال کی تجلی کا ہونا یعنی افعال کا کھلجانا او ظاہر ہو جانا یہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کا پہلا
رتبہ ہے یعنے اس حال والے پر اللہ تعالےٰ کی توحید کھلجاتی ہے کہ باوجود بہت ہونے فعلون او فاعلون کے
اس حال والے کو ایک ہی فاعل اور ایک موثر یعنی اثر ظاہر کرنیوالا کہ وہ فاعل اور موثر حقیقی کی ذات
پاک ہے ہر فعل اور جنبش اور ہر سکونمین ظاہر ہوتی ہے اُسکے بعد رتبہ مین ترقی ہو کے صفات کی تجلی ہوتی ہے
اسکے بعد رتبہ مین ترقی ہو کے ذات کی تجلی ہوتی ہے اور ان تجلیونمین اشارہ ہے یقین کے لرتبے اور توحید کے
مقامون کا کہ ایک سے ایک بڑھ کے ہے اور ایک سے زیادہ صاف ہے اور تجلی کے معنے کھلجانے اور
صاف صاف ظاہر ہو جانیکے ہین تجلی معنی روشنی اور حجاب کے نہین پھر تجلی افعال کی جو ہوتی ہے
اس سے بہت صاف اور کامل رضا اور تسلیم حاصل ہوتی ہے یعنی جب ہر فعل کا موثر اُسکو سمجھا تب
ہر حال مین خوش رہتا ہے اور اُسکے دلمین شکایت کا وہم بھی نہین گذرتا اور تجلی صفات سے ہیبت
اور اُنس حاصل ہوتی ہے یعنی لطف کی صفات سے جسکو صفات جمالی کہتے ہین اُنس حاصل ہوتی ہے اور
دلمین روشنی اور خوشی اور نرمی اور گناہ سے بچنے کی توفیق اور آنکھ مین ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے
اور یہی مشاہدہ ہے جسکو عین الیقین کہتے ہین عین الیقین معنی دیکھنا یقین کا کہ احتمال اشتباہ کا اور خیال کے

غلبہ کا اور حواس کے غلطی کرنیکا نہو اور یہ کام آنکھ کا نہین ہے بصیرت کا کام ہے اور قہر کی صفات سے جسکو صفات
جلالی کہتے ہین ہیبت اور خوف اور بےچینی دلمین ایسی پیدا ہوتی ہے کہ اُسکا اثر ظاہر بدن پر معلوم ہوتا ہے مثلاً تمام
مین رونا آتا ہے اور اسکو کشف کہتے ہین اور یہ بھی عین الیقین ہے اور ان دونو قسم کو بعضے مشاہدہ بھی کہتے ہین
اور کشف اور مشاہدہ کا بیان قریب بارھوین فصل مین بخوبی ہوگا انشاء اللہ تعالی اور تجلی ذات سے
فنا اور بقا حاصل ہوتا ہے اور کبھی اُسکو ترک الاختیار کہتے ہین اور اللہ تعالی کے فعل کے اوپر قائم رہنا فنا کے
اس فنا سے مراد لیتے ہین فنا ہو جانا بندے کے ارادے اور ہوا یعنے خواہش نفسانی کا اور بندے کا ارادہ
خواہش نفسانی کی قسمون مین سے بڑی لطیف قسم ہے یعنے بندے کا ارادہ اور خواہش فنا ہو جاتا ہے اللہ کا
ارادہ باقی رہتا ہے اور یہ فنا فنائے ظاہری ہے لیکن فنا باطنی جو ہے سو اسکی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالے کے
شہود کے نور کی چمک کے وقت تجلی ذات مین وجود کا آثار یعنے علم اور فعل اور حس اور فہم سب محو ہو جاتا ہے
اور وجود کا خیال مطلق نہین باقی رہتا جسطرح سے آفتاب طلوع ہونیسے تارے نہین نظر پڑتے اسیطرح سے
اس حالت مین فقط اللہ ہی کا وجود اسکی نظر مین رہتا ہے اسیکو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کہتے ہین
اور فنا اور بقا کی حقیقت چھبیسوین فصل مین معلوم ہوگی انشاء اللہ تعالے اس مقام والے مقربین
اور سابقین کہلاتے ہین اور حضرات صوفیہ کی اصطلاح مین صوفی اور یہ مقام یقین کے بڑے کامل
قسمون مین سے ہے دنیا مین اور یہی شہود ذاتی ہے جسکو حق الیقین کہتے ہین اور اسیکو معائنہ کہتے ہین
اور اکثر حضرات صوفیہ کے کشف ہوتے ہین صفات کے کھلجانے اور مشاہدہ ہوتے ہین ذات کے ظاہر ہونیکو
لیکن تجلی اصل ذات کی اسطور پر کہ خود وہ ذات پاک ظاہر ہو جاوے سوائے آخرت کے نہین ہوتی ہے
اور یہ وہی مقام ہے کہ معراج کی راتمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب ہوا یعنے آنحضرت نے اُس
راتمین اللہ تعالی کی ذات کو آنکھ کی بینائی سے بلا کیف دیکھا جیسا کہ مومن لوگ اپنی آنکھونکی بینائی سے جنت مین
دیکھینگے اسواسطے کہ اس رات کو آنحضرت عالم ملک اور ملکوت سے باہر نکل گئے تھے اور یہ دیکھنا آخرت کے
حکم مین ٹھہرا اور موسی علیہ السلام کو اُس مقام سے منع کیا فرمایا کہ لَنْ تَرَانِی تو مجھکو ہرگز نہ دیکھ سکے گا
صاحب عوارف فرماتے ہین کہ ہم جو تجلی کا بیان کر رہے ہین سو اسمین اشارہ ہے یقین حاصل ہونیکے

رتبونکا اور بصیرت سے دیکھنے کا تمام ہوا خلاصہ عوارف کے مضمونکا فائدہ اس بیانسے معلوم ہوا کہ ان مذکور
تجلیونکا حاصل ہونا جو ہے سو مومن کا اصل مقصد یہی ہے اور گمان کرنا کہ اللہ سبحانہ کی خود ذات نظر پڑی ہی
جہالت ہی وہ سبحانہ اُس سے پاک ہو کہ کوئی اسکو دیکھے گو کہ دل ہی کی آنکھ سے ہو اور ان تینون قسم کی تجلیونسے
یقین اور ایمان کامل ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ کی طاعت مین لذت پاتا ہے اور اُسکی ساری عبادت
مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی عبادت کے بالذت ادا ہوتی ہے بھلا اس سے بڑھ کے
اور کیا نعمت ہوگی اور اس مقام مین سالک اپنے حال مین غور کرتا رہے ہلوگون سے تجلی دریافت
ہوتی ہے افعال کی یا صفات کی ذات کی اور اُسکے کمال کی فکر مین لگا رہے اور فنا اور بقا کے
مقام مین پہنچنے کا ارادہ رکھے مگر ان تجلیونکے مضمون کو مرشد سے خوب سمجھ لے اور جس مرشد کی بصیرت
پر یہ تجلی ظاہر ہوئی ہوگی اسکا تعلیم کرنا بہت مفید ہوگا تب ایسے مرشد کو کہین گے کہ اسکی نسبت
بڑی قوی ہے اب ایک مضمون کار آمد فی قول الجمیل کے مضمون کا خلاصہ یاد رکھنا چاہیے وہ یہ ہی
کہ جو شخص نسبت پر ہمیشہ برابر لگا رہتا ہے اُسکے واسطے احوال بلند ایک ایک وقتمین بار بار ہوا کر
ہین تو چاہیے کہ سالک اُن حالات بلند کو غنیمت جانے اور معلوم کرے یہ حالات مذکورہ طاعات کے
قبول ہونے اور طاعات کی تاثیر نفس کے اندر اور دل کے اندر اثر کرنیکی نشانی ہین اور اُن بلند حالتون
مین سے ایک یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کی طاعت کو اللہ کے سوا جتنے ہین سب پر اختیار اور پسند اور مقدم
کرنا اور اسپر غیرت کرنا یعنی سارے نیک اعمال اور اس سبحانہ کی فرمانبرداری اور محبت مین اسکو غیرت
اور رشک ہو یعنے اگر آپ ان باتونکو دوسرون سے کم کرتا ہو تو اسکو غیرت معلوم ہو اور اُنھین سے
ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف سالک پر ایسا غالب ہو کہ اُس خوف کا اثر لسکے ظاہر بدن اور اور
جوارح یعنے سارے اعضا پر ظاہر ہو مثلاً اللہ تعالےٰ کو اکیلے مکانمین یاد کرنے سے آنکھونسے آنسو جاری
ہو یا نماز مین رونا آوے جیسا کہ نماز مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے رونے کے سبب سے
دیگ کی سی آواز سنی جاتی تھی اور انھین سے ایک یہ ہے نیک خوابکا دیکھنا اور نیک خواب سے یہ مراد ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھے یا خواب مین بہشت اور دوزخ کو دیکھے یا نیک لوگونکو اور تینونکو

دیکھے یا بعد سکے متبرک مکانونکا خواب مین دیکھنا جیساکہ بیت اللہ شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد اور بیت المقدس کا خواب مین دیکھنا بعد اسکے آیندہ کو آنیوالی چیزونکا دیکھنا اور پھر وہ چیزین اسکے خواب کے موافق واقع ہون یا گذرے زمانہ مین جو باتین ہوئی ہین وہ ٹھیک ٹھیک اسکو نظر پڑین یا انوار کا دیکھنا یا مزیدار پاک ستھری چیزونکا دیکھنا جیسے خواب مین دودھ یا شہد یا گھی پیتا دیکھے اور فرشتونکا دیکھنا اور انہین سے سچی فراست اور دل کا خیال ہے جو مطابق واقع کے ہے حدیث مین آیا ہی کہ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو اسواسطے کہ وہ اللہ کے نور کے وسیلہ سے دیکھتا ہی فراست کے معنی یہ کہ کسی شخص مین کوئی نشان دیکھ کے یا اُسکے نظر دیکھ کے اسکے دلکی بات اور مضمون پہچان جاوے اور انہین سے دعا کا قبول ہونا ہے اور اس چیز کا ظاہر ہونا جسکو اپنے دل کی کوشش سے اللہ تعالے سے طلب کرتا ہے خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ ایسے حالات مذکورہ اور مثل اسکے جو حالات ہین سو دلالت کرتے ہین اس شخص کے ایمان صحیح ہونے پر اور اُسکی طاعات کے قبول ہونے پر اور اسکے دل مین طاعت کے فور اثر کرنے پر تو چاہیئے کہ سالک اس بات کو غنیمت جانے پھر نسبت حاصل ہونے کے بعد دوسرا عروج ہی وہ کیا ہی کہ مشاہدہ اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ حاصل ہوتا ہے

گیارھوین فصل حضرت مرشد برحق امیر المومنین سید احمد قدس سرہ العزیز کے مجدد ہونیکی نشانی اور اُنکے طریقہ کا نام جو محمدیہ رکھا ہی اسکے یہ نام رکھنے کی وجہ اور بدایات اور نہایات اور ایک فائدہ عظیمہ کے بیان مین

اب ان باتونکو ہم چار فائدے مین بیان کرتے ہین انشاء اللہ تعالے **پہلا فائدہ** حضرت مرشد برحق کے مجدد ہونیکی نشانی کے بیان مین مشکوۃ مصابیح مین کتاب العلم کی دوسری فصل مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی اُس نے کہا کہ بیچ اُس چیز کے کہ جانتا ہون مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت نے اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا رواہ ابوداود تحقیق اللہ عزوجل بھیجتا ہی اس امت کیواسطے سرے پر ہر سو برس کے اس شخص کو کہ نیا اور تازہ کرتا ہے

اُنکے واسطے دین اُسکا روایت کیا اسکو ابو داود نے سو مخبر صادق کی سچی خبر بموجب سو برس کے سرے پر مجدد ہوتے گئے اور دین کو تازہ کرتے گئے رحمۃ اللہ علیہم اب اس تیرھوین صدی ہجری کے سرے پر حضرت امیر المومنین سید احمد رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے اور دین کو تازہ اور نیا کر دیا اور اس مضمونکو سارے علماے آخرت اور عارف لوگ خوب پہچانتے ہین اور لوگون سے بیان بھی کرتے ہین مگر چند نشانیون کا ذکر کرنا اس مقام مین ضرور ہے تا کہ خواص اور عوام سب کے سب آگاہ ہو جاوین سو عوام کے آگاہ کرنے کا یہ مضمون ہی کہ حضرت مرشد بر حق نے اس ملک کو شرک اور کفر کی رسم اور کفار کے تہوار مین شریک ہونے اور بدعت اور فسق و فجور سے پاک کیا اور ہر شخص کھلا کھلی دیکھتا ہی کہ حضرت سید صاحب کے ظاہر ہونے کے وقت سے اذان اور نماز اور روزہ اور حج اور زکوۃ وغیرہ احکام شرعی خوب جاری ہوا ہے اور جمعہ اور جماعت اور نمازیونکی کثرت ہوئی ہی اور گانون گانون شہر بشہر پرانی مسجدین آباد ہو گئین اور نئی بن گئی ہین اور اولکا پیدا ہونمین اب لوگ عقیقہ کرتے اور نکاح مین ولیمہ کرتے ہین اور ناچ باجے آتشبازی سہرہ کنگنا باندھنے وغیرہ واہیات رسمون اور تشبیہ کفر سے کمال پرہیز کرتے ہین اور اُنکے ظاہر ہونیکے قبل یہ حال تھا کہ جب اس خاکسار نے پانچ وقت کی اذان شروع کیا تو بعضے بعضے نادان مسلمان کہتے کہ شام صبح کی اذان سنی تھی دنکی اذان کبھی سنی تھی یہ نئی نئی بات نکلی ہی اور مسجدونکا یہ حال تھا کہ لوگ ناچ کرواتے اور ہندوؤنکی بارات اُترتی اور شراب پیتے تھے اور اس ملک مین ایسا اندھیر ہو گیا تھا کہ جنکو اللہ سبحانہ نے مقبول اور محفوظ بنایا تھا اُن کو چھوڑ کے سارے مرد اور عورت عوام اور خاص اہل سنت اور شیعہ اور جو قوم اشراف کھلاتے تھے کھلی کھلا شرک اور کفر کی رسم مین گرفتار تھے اور ہندوؤنکے تہوار دسمی ہولی دیوالی بسنت مین لوگ شریک تھے ہولی مین ناچ کروانے ناچ دیکھنے عبیر بقہ اُڑانے رنگ ڈالنے مین مسلمان لوگ بھی شریک تھے دسمی کے روز جو کا درخت جسکو جبی کہتے ہین برہمن سے پیسا دیکے لیتے اور اُسکو پگڑی مین رکھتے تھے اور اس روز کپڑا ابدال کے اُنکے میلے مین جاتے تھے دیوالی مین ہندوؤن کیطرحسے مکانپر سفیدی کرواتے اور چرڑوے ریوڑی مٹھائی تقسیم کرتے اور لڑکیکی سسرال مین دیوالی کی تہواری مین چرڑوے ریوڑی مٹھائی مٹی کا کھلونا بھیجتے تھے بسنت مین آم کا مول یعنی بور اور پھول کا گلدستہ مالی میراثی

لاتا تھا اُسکو نیک شگون جانکے لیتے اور پیسہ دیتے تھے یہانتک کہ بعضے مقام کے مرشد گدی نشین سیکڑون آدمی کے
ہمراہ بسنت کے روز مجلس سماع کی کرتے اور پھول کا گلدستہ یا کوزہ یا خدا جانے کیا خرافات صورت بنا کے گانے
بجا کے اُس مجلس مین لاتے تھے اور وہ مرشد بسنتی کپڑا پہنتے اور بسنتی فرش بچھاتے تھے یہانتک سننے مین
آیا ہے کہ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن لوگون کو اس رسم سے منع کیا تھا اُسپر
ان لوگونے بسنت کی درستی مین کئی رسالہ لکھا ہے یہانتک غفلت حد کو پہونچی تھی کہ کچھ پڑھے ہوے مسلمان ہندوونکی
تہوار بسنت کے درست ہونےمین زور لگاتے ہین اور باقی فسق وفجور شراب تاڑی وغیرہ نشے کی چیزونکا پینا اور
حرام کامون مین گرفتار رہنا جیسا کہ جاری تھا اُسکا ذکر کرنا مکردہ معلوم ہوتا ہے اور لڑکا پیدا ہونے مین ہندونکی
طرح چھٹی کرے اور نکاح مین بھی جو خرافات کرتے تھے سو کرتے تھے ناچ باجے آتشبازی وغیرہ واہیات اور سہرا
باندھنے کو ضروریات شرعی سے بڑھکے جانتے تھے اور اُسکے خرچ کیلئے زمین اور گانون اور حویلی کو گرو رکھتے
تھے اور بعضونکی بک بھی جاتی تھی اور سہرہ کنگنا باندھنے پر ایسا اڑے تھے کہ سہرہ کنگنا نہ باندھنے کے سبب سے
حضرت سید صاحب کے ابتدا ظہور مین کتنی نسبت چھوٹ گئین تھین اور تشبیہ کفر جو لباس پہننے داڑھی گھٹانے
گل موچھار کھانے وغیرہ مین کرتے تھے اور شرک مین جو لوگ گرفتار تھے سو تھے یہ بڑا ظلم اور کفر رائج تھا کہ عورتین
چیچک کے آثار مین جو جو شرک کرتی تھین اور جو جو کفر کی باتین بکتی تھین اور جو جو کفر کے گیت گاتی تھین سو ذکر کے
قابل نہین اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول اور دین کے امام اور ولی اور شہید سب سے
اُس بت اور شیطان کو چیچک کیواسطے اپنے خیال مین ٹھہرایا ہے بڑا جانتے تھین نعوذ باللہ منہا یہانتک
کہ اس مرض کے نام سے کافرون نے جو بتخانہ بنایا ہے عورتین دانت مین جوتی پکڑکے اُس بتخانہ کیطرف جاتی تھین
اور عورتین پریون کا اچھوتا ہر سال نیا دھان ہونے سے چڑوے گڑ کرتی تھین ہندونکے پوجے کے طور پر
اسیواسطے اس کا نام اچھوتا رکھ لیا تھا اور جو ایک سال ناغہ کرتین اور لڑکے بالے بیمار ہو گئے یا آگ لگ اُٹھتی تو جانتین کہ
یہ اچھوتا ترک ہونے کے باعث سے ہے تب بڑی منت وزاری سے لونگ نارا اتارتین اور اچھوتے کا وعدہ
کرتین اور حقیقت مین یہ جنات پرستی تھی کیونکہ فارسی مین پری جن کو کہتے ہین سو اب آنکھ اُٹھا کے انصاف کی
نگاہ سے دیکھو کہ اللہ سبحانہ نے کیسا فضل کیا ہے کہ یہ سب شرک اور کفر اور جنات پرستی لوگون نے چھوڑ دیا

اور کسیکا رواج بھی پیدا نہین ہوتا اور اب گانونکے لوگ کو اسقدر ایمان حاصل ہوا ہے کہ وے سب ہنستی ہین کہ پر یونکو ہمارے مرشد باندھ لیگئے اسبات کو شیعہ سنی دونون اپنے دلمین غور کرین اور اللہ تعالی کا شکر کرین اور حضرت سید صاحب کو اس تیرہ صدی کا مجدد جانین اور اُنکے حقمین دعا کرین اور حقیقت مین شرک اور کفر چھڑانے مین اس ملک کے سارے لوگون کے وے مرشد ہین کوئی جانے یا نجانے مانے یا نمانے اور خواص کے آگاہ کرنے کا یہ مضمون ہی کہ مرشد برحق کے ظاہر ہونیکے پہلے جنکو اللہ سبحانہ نے محفوظ رکھا تھا اور ایسے لوگ شاذ نادر تھے اُنکے سوا عالمون کا یہ حال تھا کہ فقہ عقائد تفسیر سب کچھ پڑھتے پڑھاتے تھے مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایکبارگی ترک کیئے تھے اور اُنسے کوئی دینی مسائل کی نہ تحقیق کو آتا اور نہ دینی استفتا اُنکے پاس لاتا اس سببسے اسقدر جہالت پھیل گئی تھی کہ اُن عالمونکے وقت مین لوگونکے عمل اور عقیدے کا بہت ہی بُرا حال تھا مختصر یہ کہ زندگی اور موت دونون خراب تھی کفن دفن کے مسئلہ سے بھی واقف نہ تھے کفن دفن غسل مین بڑی بڑی خرابی کرتے تھے اور اسقدر جہالت پھیل گئی تھی کہ جو سنی ہوتا وہ سنی سے جو شیعہ ہوتا وہ شیعہ سے ایک بدھنے مین پانی لاکے مردے کے غسل دینے کیواسطے پھونکوا لیتا اور بعینہ ویسا ہی حال ہو گیا تھا جیسا کہ لوگ بعضے ملک کا قصہ بیان کرتے ہین کہ وہان کے لوگ اپنے پیر سے ذبح کی نیت اور فاتحہ چھری پر اور بانس کے چونگے مین پھونکوا کے رکھتے ہین اور لوگ اپنے عقیدے اور مذہب سے مطلق واقف نہ تھے اُسوقت کے پکے سُنی کہتے تھے کہ ہم بندے اللہ کے ہین امت محمد کی دوست اہل بیت کے ہین جب کوئی پوچھتا کہ چار یار کو کیا کہتے ہو تب وہ کہتے کہ اُنکو نہ ہم نیک کہتے ہین نہ بد اور پکے شیعہ لوگ کہتے کہ

بیت

حیدریم قلندرم مستم — علی اللہ از ازل گفتم

اور واہی تباہی قصے جسمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اللہ ہونے یا معاذ اللہ اللہ کے بیٹے ہونیکا مذکور ہوتا بیان کیا کرتے اور نماز روزے کا چرچا نہ تھا جو کوئی بڑا عابد ہوتا تو منہ ہاتھ دھوکے چٹائی بچھا کے منقبت پڑھتا تھا اور جو کچھ اللہ سبحانہ سے مانگنا چاہیئے سو اُس منقبت مین حضرت علیؑ سے مانگتا تھا اور سوا اِسکے بہر کا روزہ مشکلکشا کا بہت جاری تھا اور کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ تو ہندوؤنکی برت کی صورت ہی اور طرفہ تو یہ ہی کہ ہندوؤنکی طرحسے اُس برت مین مصری اور منقی اور چھوہارے نہ ہونے پڑنے سے پھر بار بھی کرتے تھے اسکے

سوا اور بھی بہت کچھ شرک اور کفر کے کام جاری تھے کوئی کسیکو منع کرنیوالا نتھا جو لوگ شرک کے کام اور تعزیہ
داری سے بڑا پرہیز کرتے تھے اُنکا یہ حال تھا کہ دو ایک گھڑے شربت امام کے چوک پر بھجوا دیتے اور اب انصاف
کرو اور دلمین غور کرو کہ حضرت سید صاحب کے ظہور کے وقت سے اب کیا حال گیا ہے اور لوگ اپنے مذہب اور
عقائد سے کیا واقف ہو گئے ہین اور کیسا کیسا دینی مسائل کی تحقیق کرتے ہین اور کیسا کیسا استفتا لکھوانے
کیواسطے عالمونکے پاس لاتے ہین اور کیسے کیسے سچے فتوے تحقیق کے ساتھ اسوقت کے علماء لکھتے ہین اور
اور عالمونکے کتاب کا مضمون خوب سمجھنے لگا اور علم الیقین کا عین الیقین ہو گیا اور طرفہ تو یہ ہے کہ حضرت امیر المؤمنین
سید احمد کی اس خدمت کے اجرا کیواسطے ہادی مطلق نے اپنے بہت سے بندون کو لگا دیا ہے کہ کوئی وعظ
کہہ رہا ہے کوئی دینی کتابین تصنیف کر رہا ہے کوئی اُسکو چھپوا رہا ہے یہان تک ہدایت عام پھیل گئی کہ گانو
گانون شہر بشہر دین پہونچ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا نمونہ نظر آیا کیونکہ آنحضرت کے زمانے
مین دین کے جاری ہونیکا یہی حال تھا اور اُس جناب کے طریقہ مین بیعت کرنیکی یہ تاثیر ہے کہ عوام لوگ
زن و مرد جب فقط توبہ کے ارادے پر اُنکے طریقہ مین داخل ہوتے ہین تو بیعت کرنیکے ساتھ ہی ایک طرح کا
تزکیہ یعنی نفس کا پاک ہونا فی الفور حاصل ہو جاتا ہے وہ کیا ہے کہ شرک اور بدعت سے کنارہ کرتے ہین
اور جیسا کہ یہ عوام ایکدم مین شرک اور بدعت سے صاف اور پاک ہو جاتے ہین ویسی صفائی اور پاکی اُس
جناب کے ظہور کے قبل کے ہر مرشدونکو بھی نہ تھی کوئی کسی بدعت مین گرفتار تھا کوئی کسی بدعت مین گرفتار
تھا کوئی کسی مین یہانتک خرابی تھی کہ بعضے لوگ حافظ اور قاری اور مولوی اور درویش کہلاتے تھے وے
تعزیہ بناتے تھے اور بعضے لوگ بڑے بزرگ کہلاتے تھے وے تعزیہ دیکھ کے بے اختیار روتے تھے اور اُسکی
تعظیم کیواسطے کھڑے ہو جاتے تھے اور اُن قدیم لوگونمین سے جو حضرت مرشد برحق کے ابتدا ظہور مین باقی
رہگئے تھے اور حضرت مرشد برحق کے طریقہ مین داخل نہو نیکے سبب سے باطنی نعمتونسے تو محروم ہی رہے
تھے ظاہر مین بھی ایسا ذلیل ہوے کہ انھون کے معتقدونمین سے جو لوگ کہ حضرت مرشد کے طریقہ مین داخل
ہوے انکو نصیحت کرتے اور سمجھانے لگے یہ تو عوام لوگونکا حال ہے جو صرف توبہ کرنے کو مرید ہوتے ہین
انکو اسقدر فائدہ ہوتا ہے عجب طرحکی تاثیر اللہ تعالی نے اس طریقہ محمدیہ کو بخشا ہے کہ عوام الناس

مین سے جو شخص اس طریقہ مین داخل ہوتا ہے وہ ایکبارگی شرک اور بدعت اور رسوم واہیہ سے پاک ہوجاتا
اور خاص لوگونکو جو فائدہ حاصل ہوتا ہے اُسکو کیا پوچھنا اور جو مرد اُس طریقہ مین داخل ہوا اور اُسکی عورت
نہ داخل ہوئی تو مرد کی ڈر سے شرک اور بدعت چھوڑدیتی مگر چھپکے سارے کام شرک اور بدعت کے کرتی ہے
اور جہان وہ بھی اس طریقہ مین داخل ہوگئی پس خوشی بخوشی سارے شرک اور بدعت اور واہیاتک
چھوڑدیتی ہے اور جو لوگ سلوک الی اللہ کی نیت پر اُنکے طریقہ مین داخل ہوتے ہین وے محض اللہ سبحانہ
فضل سے ہفتہ عشرہ مین اپنے مقصد کو یا مقصد کے قریب پہنچ جاتے ہین اور ذکر او مراقبہ کا انجام بخوبی
سمجھ جاتے ہین اور جیسا کہ اُس جناب کے ظہور کے قبل اکثر مرشدون کے پاس لوگ برسون رہتے تھے مگر شرک
مین گرفتار رہنے کے سبب سے نفس کی طہارت حاصل نہوتی تھی اس سبب سے اُنکو نسبت حاصل نہوتی
اور اصل مقصد سے محروم رہتے بلکہ خود اُن مرشدون کا یہی حال تھا ایک بات دیئے افسوس کی
سنو کہ اس ناچیز نے سیکڑون لوگون سے جو ذکر اور شغل مین مشغول رہتے تھے ملاقات کیا اور اُن سے بطریق
تحقیق اور اعتقاد کی راہ سے پوچھا مگر کسینے اپنے ذکر اور شغل کا انجام نہ بتایا اور مشاہدہ کا بلکہ طواف
کا بھی اُنکے پاس پتا نہ لگا اور اُنکا ویسا ہی حال پایا جیسے ایک شخص تالاب کا پانی پھینک رہا ہو
اُس سے پوچھا کہ تو کیا کرتا ہے کہا کہ کچھ ڈھونڈھتا ہون پھر اُس سے پوچھا کہ تو کیا ڈھونڈھتا ہے تب
کہا کہ معلوم نہین اور حضرت سید صاحب کے طریقہ والے جو محض مبتدی ہوتے ہین وہ سب بھی ذکر
اور شغل کے انجام سے بخوبی واقف ہوتے ہین اور مقصد کو جلد پہنچتے ہین اسکا یہ سبب ہے کہ اُنکے
طریقہ مین داخل ہونیکے ساتھ ہی شرک اور بدعت سے پاک ہوجاتے ہین اب اس مقام مین حضرت
مرشد برحق کی تقریر اور صراط المستقیم کی تحریر کا جو خلاصہ ہے اُسکو ہم شرح کرکے لکھتے ہین تاکہ اُسکے
دریافت کرنے سے طالب جلد مقصد کو پہونچ جاوے اور مقصد پر پہونچنے سے جس سبب سے تاخیر
ہوتی ہے اُسکو پہچانکے اسکو دفع کرے وہ یہ ہے کہ طالب وقت کو غنیمت جانکے ذکر سے جو مثل
الف بے کے ہے جلدی جلدی گذر کے اُسکے اوپر کے مقامات مین بھر پیٹ روح کی آسودگی کے
لائق توقف کرے اور اوپر کے مقامات نفی اور نفی النفی کے شغل سے شروع ہوتے ہین اور

نور کے پردون کا طی کرنا اور بسنت بیرنگی اور مشاہدہ تک پہنچنا اور فنا اور بقا کے مقام اور حق الیقین تک پہنچنا
یہ سب اوپر کے مقامات کہلاتے ہین ایسا نکرے کہ مہینون فقط لطیفون ہی کے ذکر پر اڑا رہے اور سمجھے مجھکو بڑی
نعمت ملی کہ میرا لطیفہ خوب جاری ہوگیا اور میرے مرشد کا بڑے زور کا توجہ ہے کہ میرا لطیفہ جاری ہوگیا کیونکہ
یہ بات نرے ناواقفونکی ہے لطیفہ تو جاری رہتا ہے اللہ سبحانہ کی قدرت سے فقط ایک حکمت اور مصلحت
کیواسطے جسکا بیان ذکر کی فصل مین ہوگا اُسکے ذکر پر خبردار ہونا ہوتا ہے اگر طالب کو یہ بات سمجھا دینگے کہ کامل
مرشد کے توجہ کی تاثیر سے لطیفہ جاری ہوتا ہے اور بغیر توجہ کے تاثیر کے جاری نہین ہوتا تو اگر کوئی شخص کتاب کا
مضمون دریافت کرکے اکیلے بیٹھ کے لطیفونکے ذکر کو دریافت کرنے کا ارادہ کرے گا اور بلاشبہہ لطیفون کو
جاری پاویگا یا کسی بدعتی یا ناواقف کے توجہ مین بیٹھے گا اور لطیفونکو ذاکر پاویگا تو اپنے مرشد کے کامل ہونیکا
اعتقاد جاتا رہیگا یا کسی جوگی کی توجہ سے یا طبیب کے کہنے سے لطیفونکا جاری ہونا دریافت کریگا تو بہت
مشکل ہوگی اور موجب ہلاکت کا ہوگا اور والکذب یہلک جھوٹھ ہلاک کرتا ہے اس حدیث کا مضمون صادق
ہوگا غرض مرشد کے توجہ کی حاجت لطیفونکی ذکر مین تبرکاً کسیقدر ہوتی ہے اور آدمی جو اپنے لطیفونکی حرکت
سے غافل ہے سو مرشد کے سمجھانے سے اُسکی ذکر پر خبردار ہو جاتا اور لذت پاتا ہے اور مرشدکی توجہ کی تاثیر اُسکی
روح مین پہنچتی ہے اور محبت اور شوق پیدا ہوتا ہے ہان نفی اور نفی النفی اور نور کے پردونکے طی کرنے مین اور
تجلی افعال اور صفات کے مراقبہ مین اور فنا اور بقا کے مقام مین اور تجلی ذات کے مراقبہ مین مرشد توجہ اور
تعلیم کی اور ان مضمونکے ذہن نشین کرنیکی بڑی حاجت ہوتی ہے اور مرشد مین جس قسم کی تاثیر ہوتی ہے ویسا
طالب کو فائدہ ہوتا ہے اور جبتک ان مذکور مقامونمین کسی مرشد کی تاثیر محسوس نہو اور ان مضمونکو ذہن نشین
کرے تب تک اُسکے کمال کا اعتقاد ہرگز نرکھنا چاہئے بلکہ اصل مقصد جو مشاہدہ ہے لیکے حق الیقین تک
اُسکا ذہن نشین کرنا اور سمجھا دینا اور طالب مین سمجھانیکے بعد دعا اور التجا کے ساتھ توجہ دینا تاکہ اُسکو مشاہدہ
حاصل ہو جاوے یا طوارق کے طور پر ذرا سی تجلی شروع ہوجاوے مرشد کے کمال کی نشانی ہے اور طالب جبتک
مشاہدہ کی حقیقت نسمجھے تب تک توجہ کی تاثیر نہوگی وہ کیا سمجھے گا کہ مشاہدہ کیسا ہوتا ہے غرض جو شخص کامل نہوگا وہ
اور شخص دوسرے کو سمجھا سکے گا اور نہ اسکے توجہ مین تاثیر ہوگی اور نہ طالب لذت پاویگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی صحبت کی برکت سے صحابہ کو مشاہدہ اور حق الیقین حاصل تھا اور یہ لوگ فتوی اور مسائلے علمائے تابعین سے پوچھتے تھے
اور حقایق الیقین اور دقایق معرفت کے علمائے تابعین کو تعلیم کرتے جیساکہ اکیسوین فصل مین معلوم ہوگا اور اُنھین حقایق
دقایق کا بیان تصوف کی کتابون مین ہوتا ہی سو اُنھین باتونکو حضرت مرشد برحق طالبونکے روبرو زبانی بیان
کیا کرتے تھے اور آپ کے بیان سے طالبونکو بڑا فائدہ ہوتا اور آپکی تعلیم اکثر بیان ہی سے ہوتی تھی اور توجہ دینے کا
اشارہ اپنے یارونکی طرف فرماتے تھے اور اُنکو اسبات کی اجازت دیتے تھے اور لوگ ایکدم مین بہت کچھ پا لیتے تھے
غرض یہ کہ اس معرفت اور مشاہدہ کے اسرار کا سمجھا دینا بڑے مرشد کامل کا کام ہو جبتک یہ اسرار سمجھ مین نہ آوینگے
ذکر کا اور اشتغال کا ثمرہ کسطرح ظاہر ہوگا اگر ان اسرار کا بیان مفید نہوتا تو صحابہ لوگ نہ اُسکا بیان کرتے اور نہ
تابعین لوگ اُسکو سنتے جنکو اللہ تعالی نے اپنا مقبول فرمایا اور پسند کر لیا تھا اُنکے سوا اکثر دوکاندارون کا جو
مرشد کھلاتے تھے یہ حال تھا کہ صحابہ اور تابعین اور حضرت صوفیہ کے خلاف تھے حقایق الیقین کے یعنی مشاہدہ کی
حقیقت اور حق الیقین کا بیان بالکل چھوڑ دیئے تھے بلکہ لوگونکو اُلٹے سمجھا دیا تھا کہ اب اس زمانے مین مشاہدہ
کسکو حاصل ہوتا ہے اور چونکہ اُنکا پیر کا نام تھا اسواسطے کوئی شغل اور ذکر نا تمام یا بدعت آمیز بتا دیتے تھے
اور اُس سے دلکی تسلی تو نہوتی بلکہ اُلٹے خفقان ہو جاتا اور اپنی نادانی اور جہالت کی پردہ پوشی کیواسطے کہ
دیتے تھے کہ یہ باتین کتابی ہین نہین ہین اسبات کو عالمون سے بحث نکرنا عالمون نے تو شرع کا پردہ
رکھنے کے واسطے فلانے فقیر کو درہ مارا اور فلانے کی کھال کھنچوا کے بھس بھروایا تھا بس عالمون کی بات سُن
آمنا صدقنا کہنا ہی وہی ظاہر شرع کے مالک ہین اور اپنے حال قال پر مضبوط رہنا یہانتک کہ تصوف کی
کتابون کا مضمون سنکے یا دیکھ کے کہتے تھے کہ یہ علم تصوف ہے اس سے کیا ہوتا ہے اور یہ ایسے فساد کی بات
تھی کہ اسکے دوا نہ تھی جو اُنکا مرید معتقد ہوتا اسی جہالت پر مرتا چپ رہتا مگر اپنی بات کو حق جانتا اسی طرح
طرح طرح فساد کی باتین کرتے جیساکہ کچھ دیباچے مین مذکور ہوا اور طالب کو برسون ایک ہی ذکر جہل
کرتے تھے اور اُسکا انجام نہ بتلاتے تھے کہ آخر کو اس سے کیا حاصل ہوگا یہانتک کہ اکثر لوگونکے دل مین
سما گئی تھی کہ معرفت کی بات بیان کے قابل نہین ہے معرفت کی بات اور تصوف کے علم کا سارا
نقط توجہ دینے سے حاصل ہو جاتا ہو اور اس اعتقاد مین طرح طرح کے فساد تھے ایک یہ کہ تصوف

کتابین جو معرفت اور مشاہدہ اور حق الیقین کے بیان اور اُسکی فہمایش سے معمور ہین اُسکا سبب خود ظاہر ہین دوسرے
یہ کہ چودھوین سیپارہ سورہ نحل کی آیت مین اپنے نبی کو جبر بکی راہ پر بلانے کا حکم دیا ہے سو اسمین یہی
فرمایا ہے کہ بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتین سمجھا کر اور نصیحت کر کر چنانچہ وہ آیت اکیسوین فصل مین مذکور
ہوگی سو وہ مضمون بھی برہم ہوتا تیسرے یہ کہ اگر حقیقت مشاہدہ کی نہ سمجھ کے کسی شغل مشغول رہتا تو جب
کوئی عجائبات توحید صفاتی کے قسم سے دیکھتا تب جانتا کہ مجھکو مشاہدہ حاصل ہوا اور مرشد برحق نے
ایسا طریقہ جاری کیا کہ ایک ہی روز مین لطیفون کی ذکر سے لیکے نفی تک پہنچا دے اور مشاہدہ کا مضمون
بخوبی ذہن نشین کر دے چنانچہ اُنکے خلیفون اور یارونمین اب تک یہی طریقہ جاری ہے اس خاکسار کو
عارف ربانی حضرت مولانا عبد الحی محدث دہلوی قدس سرہ نے شہر جونپوری کی جامع مسجد مین نقشبندیہ طریقے
شغل کا توجہ دیکے دو ساعت کے اندازے بھر مین نفی تک پہنچا دیا تھا اور حضرت مرشد برحق نے بریلی کی
مسجد مین اٹھارہ روز تک طریقت کے اسرار کو اس خاکسار کو سمجھایا اسکی برکت سے اس فقیر نے ایسا طریقہ
اختیار کیا ہے کہ چار روز مین طالب نور کے پردے بخوبی طے کرنے لگتا ہے اور دس روز مین ایسا ہوتا ہے کہ دودھ چھڑانے
کے قابل لڑکے کے مشابہ ہو جاتا ہے اور مرشد سے جدا ہونمین اُسکو کچھ خوف باقی نہین رہتا ہان اگر کوئی شخص
بے اعتقاد یا غبی ہو گا اُسکی بات علحدہ ہے بس خاص لوگ اس نشانی سے حضرت مرشد برحق کو مجدد جانتے
ہین اسقدر بیان اُن کے مجدد ہونے کی نشانی دریافت کرنے کو کفایت ہے

دوسرا فائدہ حضرت مرشد کے طریقہ کا نام جو محمدیہ رکھا ہے اُسکی وجہ کے بیان مین

سو اُسکی وجہ یہ ہے کہ بعضے بعضے اولیاء بعضے بعضے نبی کے قدم پر ہوتے ہین جیسا کہ آٹھوین فصل مین نظیر
قدم کے بیان سے معلوم ہوا سو مرشد برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر تھے اسواسطے اپنے
طریقہ کا نام محمدیہ رکھا اور کلکتہ مین مولوی غلام سبحان مرحوم نے حضرت مرشد برحق سے سوال کیا تھا کہ آپ
اپنے طریقہ کا نام طریقہ محمدیہ کسواسطے رکھتے ہین اور مرشد برحق نے جو انکو جواب دیا تھا وہ جواب بھی نظیر قدم کی

شرح ہی اُس جوابکی تقریر کو حضرت سید محمد ظاہر صاحبنے لکھدیا ہے سید محمد ظاہر صاحب مرشد برحق کے آبا اور
خلیفوں مین ہین اُسوقت وے بھی سید صاحب کے ساتھ حاضر تھے وہ تقریر یہ ہے آپنے فرمایا کہ یون سمجھنا چاہیئے کہ مثلاً ایک
بادشاہ ہی ایک شہر کا اور اُس بادشاہ کو ہر ایک صنعت اور حرفہ سے شوق ہی اس سبب سے اُس شہر کے جتنے اہل حرفہ ہین
اپنی اپنی کاریگری اور حرفہ سے اُس بادشاہ کو راضی کرتے ہین اور تقرب سلطانی اُنکو حاصل ہی کوئی اُنمین سے
ایسا ہی کہ ایک کاریگری جانتا ہے اور کوئی ایسا ہو کہ دو کاریگری جانتا ہی اور کوئی تین کاریگری جانتا ہے
وعلی ہذا القیاس اور ہر ایک کو اپنی کاریگری کے موافق بادشاہ کا تقرب حاصل ہی اور وے جتنے ہین سب کے
سب اُس بادشاہ کے مقبول ہین انمین سے کوئی شخص ایسا فرض کیجیے کہ اسکو سب قسم کی صنعتین اور کاریگریان
حاصل ہین اور وہ مقرب بادشاہ کا ہے مثلاً ایک شخص ہی کہ وہ منشی گری مین یکتا ہی اور تیر اندازی مین نہایت
چست چالاک گھوڑے خوب چڑھتا ہی اور پہلوان کشتی گر بھی ہی اور سپاہی بے نظیر ہے کہ میدان مین دشمن کے
مقابلہ سے بھاگے جاتا ہی نہین اور بڑھئی کا کام بھی خوب جانتا ہی اور لوہار کا کام بھی نہایت خوب جانتا ہی
وعلی ہذا القیاس جتنی کاریگریان ہین سب مین اُسکو نہایت مشاقی اور استعداد ہی اور وہ شخص بادشاہ
کے پاس ہر وقت حاضر رہتا ہی تاکہ جسوقت مین جو کام درپیش ہو بادشاہ اُسکے ہاتھ سے وہ کام لے پس
بیانسے جاننا چاہیے کہ جتنے پیشوائین اصحاب الطریقہ گذرے ہین مثل حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور
حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کے وے
سب کے سب ہمارے پیشوا ہین اور اُنہین بزرگونکے طریقے مین مین بیعت لیتا ہون مجھکو یہ دعویٰ نہین ہے
کہ مین اُنسے افضل ہون لیکن جیسا کہ مجھکو اُن لوگونکے طریقہ کے سلوک مین اللہ سبحانہ نے استعداد عنایت کیا
ہی کہ ذکر اور شغل مین مشغول رہتا ہون اور تہذیب نفس اور تہذیب اخلاق بھی رکھتا ہون ویسا ہی اسکے
سوا کچھ اور باتین سوا کچھ اور باتین کہ حق تبارک وتعالی نے اپنے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص
کرکے عنایت کیا تھا اُسمین سے بھی اس بندہ ضعیف کو تھوڑا تھوڑا سا بخشا ہے وہ کیا چیز ہے کہ امر جہاد ہے اور
جاری کرنا حدود اور قصاص کا اور رفع کرنا شرک اور بدعت کا وعلی ہذا القیاس اور اُس سبحانہ کی عنایت
سے مین اپنے اندر اِن کامون کے بجا لانے کی استعداد پاتا ہون اور اللہ جل شانہ نے جو مجکو قوت عنایت کی ہی

اُس قوت سے مین اپنے دلمین ارادہ کرتا ہون اور دل سے اختیار چاہتا ہے کہ کافرونکے مقابلہ مین گھوڑے پر سوار ہو کے اور سلاح جنگ شمشیر اور نیزہ اور تیر و کمان اور بندوق اور پستول باندھ کے اور زرہ اور خود اور بکتر بدن پر آراستہ کرکے اللہ کا کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بلند کرنیکی نیت پر اُن کافرونسے لڑون اور اسکی عنایتی قوت سے خندق بھی اپنے ہاتھ سے کھود سکتا ہون اور کلاڑھی لیکر لکڑیان بھی چیر سکتا ہون اور حدود اور قصاص بھی جاری کرسکتا ہون بس اس نعمت خاص کے شوق سے اپنے طریقہ کا نام محمدیہ رکھتا ہون کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کامونکو بہ نفس نفیس اپنے ادا کیا ہے کتابونمین دیکھ لو پس اُنھین کامونپر میری ٹک لگی ہی اور وقت کو تکرتا ہون اور میرا دل اُنھین باتونکو طریقہ محمدیہ کہتا ہے اور ان باتونکو مضبوط پکڑنے کے واسطے میرا دل بار بار یہ بیت کہتا ہے اور بے اختیار اکثر اوقات میری زبان پر یہ بیت جاری ہو جاتی ہے

بیت

مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار
بگذارند و سر طرہ یارے گیرند

اور مین انھین امور مذکور کو سر طرہ یار سمجھتا ہون اور سب جتنے اصحاب الطریقہ تھے اُن لوگونکو اور قسم کی نعمتین ملی تھین اُن سے ان امور کی طلب نہوئی اور اُن بزرگون مین سے کسینے ان کامونکو ادا نکیا اُن بزرگون نے ذکر اور شغل اور عاجزی اور فروتنی اور نفس کی مخالفت اور انزوا اور گوشہ نشینی کو موجب رضامندی حق تبارک و تعالی کا جانا اور مقرب جناب احدیت کے ہوئے اور اس عاجز بندے کو اُنکے طریقہ مین بیعت ہی اور اُنکی تصوف نے مجکو یہانتک پہنچایا اُن لوگونپر ایک محو اور سکر کا اور فنا اور عشق اور تواضع کا حال غالب تھا اس سبب سے مثلاً اگر کوئی شخص کسی چور کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ العزیز کے پاس بیجتا کہ اسنے چوری کی ہی اسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالئے تو یہی فرماتے کہ بابا یہ کام ہمارا نہین ہے یہ کام امام کا ہی مین اُس سے بدتر ہون میرا ہاتھ کاٹ لو مگر اُسکو چھوڑ دو یا کوئی کسی مجرم کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے پاس بیجتا کہ اسکو سو درے مارنیکا حکم ہے آپ اسکو سو درے مارئیے تو وہی بات وہ بھی فرماتے اور کہتے کہ بابا مین اس سے بدتر ہون میری پیٹھ پر سو درے مار لو اُسکو چھوڑ دو کیونکہ وے لوگ ان باتونمین کمال رکھے تھے اور دین کے پیشوا تھے اُنکے حال کی شرح طول ہی

بیت

ہر کسی را بہر کارے ساختند	میل آنرا درویش انداختند

العاقل تکفیہ الاشارۃ ترجمہ حافظ شیرازی فرماتے ہین شعر آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند
نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست ۔ الغرض جناب سید صاحب کی تقریر سے لوگ نہایت
محفوظ ہوئے اور مولوی غلام سبحان نے فی الفور طریقہ محمدیہ مین حضرت سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی
بس اسقدر بیان طریقہ محمدیہ کے نام رکھنے کی وجہ معلوم ہونیکے واسطے کفایت ہو اور اس امر مذکور کا نیا
اور تازہ کر دینا بھی اُنکے مجدد ہونیکی نشانی ہے اور جس بات کی محبت اور لذت سے اپنے طریقہ کا نام محمدیہ
رکھا تھا وہ بات اللہ تعالی نے اُنکے نصیب کیا اور اس بات مین وہ جناب کامل اُترے رحمۃ اللہ علیہ
وبرکاتہ اس خاکسار کو جہاد کے میدان مین اُنکی زیارت نصیب نہوئی مگر اُنکا لکڑی چیرنا اپنی آنکھ سے دیکھا ہزارون
دیکھنے والے اُس جناب کے ابتک بھی موجود ہین اُنکی صورت دیکھ کے معلوم ہوتا تھا کہ اصحابہ لوگ ایسے ہی تھے
اور پرتو محمدی ایسا ہی ہوتا ہے اور انہین کمال کے سبب سے اسوقت کے اکثر اولیاء اللہ اُنکے طریقہ مین داخل
ہوئے اور تبرکا تجدید بیعت کی کیا اور اُنکو دیکھ کے اور اُنکی ملاقات پا کے اُنکی بیعت سے اکثر وے لوگ محروم رہے
ہونگے جنہین کوئی شیعہ بدعتی کا باقی رہا ہوگا اور اُنکی خرق عادات اور کرامات لکھنے کی حاجت نہین اس سے
بڑھ کے کیا کرامات ہوگی کہ جان و مال سے اللہ کی راہ مین ثابت قدم فدا ہوئے اور اُنکے ساتھی لوگ
تا دم شہادت ثابت قدم رہے اور مجددی کی خدمت کو بخوبی بجا لائے بعضے لوگ حسد کے سبب سے کہتے ہین
کہ سکھون سے جہاد کو گئے تو وہان کیا کرامات ظاہر کی معاذ اللہ یہ بات اُنکے ایمان کے ضعف کی نشانی ہے جہاد قائم
کرنیسے بڑھ کے کون کرامت ہوگی فتح شکست اللہ سبحانہ کے اختیار مین ہے اللہ سبحانہ کا حکم بندون پر جہاد قائم
کرنیکا ہے فتح کرنے اور شکست کھانے کا حکم نہین ہے یہ شیطان کا وسواس ہے اور اس سے زیادہ بڑھنے مین بہت
بڑا ہے مومن کو لازم ہے کہ ایسے وسواس دفع کرنیکی تدبیر مین رہے لئے بڑے عالی ہمت اولوالعزم جہاد کے قائم
کرنیوالے سنت کے تابع درویش کامل شہید اکبر اولاد رسول مرشد کامل سے بے اعتقاد ہونا اور اُن سے
بغض و حسد رکھنا اچھی نشانی نہین اور محمدیہ طریقہ کے اشغال کی یہ حقیقت ہے کہ قدیم طریقون کے اشغال کو
اپنے حال پر رکھ کے اُنمین کچھ ایسے مراقبے مندرج کئے ہین کہ اُس سے طریقت کا سلوک آسان ہو گیا اور مطلب

جلدی ملتا ہے اور انتہا کا اثر ابتدا مین ظاہر ہوتا ہے مثلاً نقشبندیہ طریقہ کے موافق لطائف کے ذکر مین
بتھا دیا ہے کہ لطیفونکی حرکت کو اللہ کے نام پاک کی یاد سے ملی ہوئی جانے کہ اس حرکت کے ساتھ یہ لطیفہ
اللہ اللہ کہتا ہے اور اُس ذکر کے وقت اس نام مقدس کے نام والے سے دلی محبت اور حضوری پیدا کرے
یہ مراقبہ یادداشت کا جو ابتدا مین ملا دیا ہے اس سے مشاہدہ کا اثر ابتدا سے شروع ہوتا ہی جیسا کہ
کسی مکانمین ایکوقت پانی برستا ہو تو جس مکانمین اُسوقت پانی نہین برستا اُس مکان والے اُس پانیکی
ہوا پاکے دریافت کرتے ہین کہ کہین پانی برسا ہے اور اُس جناب نے صراط المستقیم مین حدیث شریف کے مضمون اور قرآن کی
آیت محکم کے مضمونکے موافق ایسے مراقبہ بیان کیا ہے کہ اُس سے عموماً ہر خاص و عام کو جلدی سے فائدہ
ہوتا ہے اور اُنکے خلیفونکو اُس جناب کی تقریر اور اجازت اور صراط المستقیم کے مضمونسے ایسی باتین حاصل
ہو گئی ہین کہ کم فرصت لوگون کو مثل دوکاندارون اور تاجرون اور کسانون اور سپاہیونکے اور مثل
بادشاہون اور امیرون اور حکومت والون کے ایک ساعت مین فائدہ ہوتا ہے اور وہ باتین صراط المستقیم مین
بجا خصوصاً دوسرے باب مین موجود ہین اور اسباب کو بھی پر تو محمدی سمجھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
عالم کا یہی حال تھا اور اسی سبب سے آنحضرت کی برسونکی صحبت پانے والے اور ایکساعت کی صحبت پانے والے
سب کے سب اصحاب کہلاتے ہین اور سب کے سب قابل اتباع اور اقتدا کے ہین اب ایک بات بڑے
کام کی یاد رہے کہ اس طریقہ محمدیہ مین چونکہ سراسر اخلاص بھری ہے اور اخلاص نفس پر بہت سخت ہو کیونکہ
اخلاص مین نفس کا کچھ حصہ نہین ہے اور اس طریقہ والے نفس کے مخالفت اور شرع کے موافق کام مین دن رات
مشغول رہتے ہین اور مطلق بناوٹ کی بات اور چال سے علاقہ نہین رکھتے اور دنیادار لوگ خصوصاً اس ملک
اور اس زمانےکے لوگ بناوٹ اور مکر سے پر ہین اور اس طریقہ کے لوگونکو بناوٹ اور مکر سے اُس سبحانہ نے محفوظ
رکھا ہے اس سبب سے اس طریقے کے کامل لوگ پہچان نہین پڑتے بلکہ وہ کامل لوگ بسبب سچی اخلاص کے اپنی
تئین خود بھی نہین پہچانتے اور اپنے نقصان کے دفع کرنیکی تدبیر مین دن رات رہا کرتے ہین اور یہی حال صحابہ کا
تھا اس زمانیکے لوگ اگر صحابہ کو دیکھتے تو اُنکی چال دیکھ کے اُنکو وحشت ہوتی اور اُنکو نصیحت کرنیکو تیار ہو جاتے

تیسرا فائدہ عظیمہ کے بیان مین

اسبات کو خوب دل لگا کے دلکے کانونسے سنو وہ بات یہ ہی کہ مرشد کی جو پہچان ہی اور مرشد سے جو فائدہ ہوتا ہے
سو ستائیسوین فصل مین معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اس مقام مین اُس فصل کے بعضے مضمونکا خلاصہ لکھتے ہین وہ یہ ہے
کہ سلوک کا طریقہ یون ہی جاری ہے کہ لوگ اپنے مرشد سے علوم اور احوال سیکھتے ہین اور اُسکو دوسرونکو سکھلاتے
ہین جسطرح سے اُن لوگونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت کیواسطے سے انکے پاس پہنچتا ہوا چلا آیا ہے اور مرید
صاحب کہتے ہین یعنی صحبت اختیار کرنے والا اور جسکی صحبت اختیار کی انکو مصحوب کہتے ہین اور وہی مرشد
اور جیسا کہ ولادت اور پیدایش طبعی مین بیٹا باپ کا جز اور ٹکڑا ہوتا ہے ویسا ولادت اور پیدایش معنوی
اور باطنی مین مرید مرشد کا جز اور ٹکڑا ہوتا ہے اور جیسا کہ پہلی ولادت سے مرید کو عالم ملک سے یعنی عالم
ظاہر سے علاقہ ہوتا ہے ویسا دوسری ولادت سے مرید کو عالم ملکوت یعنے عالم باطن سے علاقہ حاصل ہوتا
اور نور الیقین حاصل ہوتا ہے اور مرشد کامل کی نظر دوا ہے اور اُسکا کلام شفا ہے سو مرشد مرید کے تعلیم کیواسطے
کے علوم کی جو باتین بیان کرتا ہے اور اُسوقت اسپر رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اسیات مین اسکی دلی خواہش
یہی ہوتی ہے کہ یہ باتین اس طالب کو حاصل ہوجاوین اور جو میری روح کو حاصل ہے سو اسکی روح کو حاصل
ہوجاوے پس اسیکا نام توجہ ہے اور اس قسم کا توجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین اور
مجتہدین شریعت اور طریقت کا اس اُمت مرحومہ کے حق مین ایسا ثابت اور ظاہر ہے کہ حاجت سمجھانیکی نہین
آنحضرت کا فرمانا اور اُس حدیث کو صحابہ اور تابعین وغیرہ راویون کا آپس مین روایت کرنا اور پیشواؤن کا
اجتہاد کرنا اور اصول فقہ اور تفسیر اور حدیث اور تصوف اور فقہ کی کتابین تصنیف کرنا اس مضمونکی دلیل ہے
اور آنکھ بند کرکے توجہ دینا جو طریقت کے بزرگون سے بعضے وقت مین ہوتا ہے سو یہ بھی پہلے قسم کے توجہ کی شاخ ہے
اور مرشد جو اسکے جمع ہونیکی مصلحت کیواسطے آنکھ بند کر لیتا ہے تاکہ اپنی روح کو طالب کی روح سے ملاوے جیسا
ساتوین فصل مین مذکور ہوا اور حقیقت مین وہی مذکور باتین منظور ہوتی ہین اسیواسطے یہ دوسرا قسم بدعت نہین
مگر اس توجہ کے قبل حقائق اور دقائق معرفت کی فہمایش اور بیان ضرور ہی کیونکہ وہ اصل اور مسنون اور منقول
اور یقینی ہے اور یہ دوسرا اسکے تابع اور جو کوئی حقایق یقین اور دقایق معرفت کا بیان نجانتا ہوگا اُس سے
توجہ لینا کیا فائدہ اُسکی روح کو معرفت کی لذت اور علم خود حاصل نہین اسکی روح سے دوسرے کی روح مین کسطرح

ثیر ہوگی اور یہ بات جو بعضے کہتے ہین کہ مرشد کامل ایکدم مین ایک بات کہدیتا ہی اور مرید اپنے مقصد کو پہنچ جاتا
ے اور اسبات مین اُسکا یہ اعتقاد ہے کہ کوئی پردے اور بھید کی ایسی بات ہی کہ وہ نہ کسی کتاب مین ہی اور نہ کسیکو
لوم ہوتی ہی ہان مرشد کامل جو ایکدم مین ایک بات کہ کے راہ پر کر دیتا ہے سو سچ ہے مگر وہ باتین کتابکے
ہر نہین ہین انھین کتابی باتونکو وقت اور مزاج پہچان کے کامل لوگ کہ دیتے ہین اور اُس سے سارے روگ
ع ہو جاتے ہین کیونکہ مرشد کامل کا کلام شفا ہے یہ سب بات اسواسطے بیان کیا تاکہ لوگ اپنے وہم کے تابع ہوکے
شد کامل کو چھوڑ کے غیر مرشد کے دام مین نہ پھنسین کیونکہ اسوقت مین دین کا بادشاہ نہین ہی اور دین مین
رح طرح کے فساد نکلے ہین طالب لوگ تصوف کی معتبر کتابونکے موافق سلوک اختیار کرین اور واہی تباہی
سہ کہانی اور جاہلونکی بات نہ سنین اور اس وسواسی انتظار مین کہ جب ایسا مرشد کامل جسکو اپنے وہم مین ٹھہرا
ہے ملیگا تب اُس سے بے محنت اور مجاہدہ کے سارے مقامات طی ہو جاوینگے سچے مرشد کامل کے پاس رجوع
نیسے اور علم تصوف کے بیان سنے اور یاد کرنیسے محروم نرہین اور جیسا کہ ان پڑھے لوگ اللہ تعالی کی
یق سے جب فرض اور مستحب عبادت ادا کرنے شروع کرتے ہین تب فقہی عالم کے پاس حاضر ہوکے پنج وقتی
اور نوافل مثل تہجد اور اشراق اور چاشت وغیرہ کے اور فرض اور نفل روزے وغیرہ عبادتونکے مسئلے
تیق کرتے ہین اور اُنکی عبادت قابل قبول کے ہوتی ہے اگر عالم سے تحقیق نکرین تو انکی عبادت خراب ہو جاوے
یسا ہی جب سلوک الی اللہ کیواسطے ذکر اور شغل شروع کرین تب علم تصوف کے واقف عالم کے پاس
رور ہو کے سلوک الی اللہ کے مسائل کی تحقیق کرین اور ہمنے بہت آزمایا ہے کہ ناواقف مرشد کے پاس بہت
ور تک لوگ بیٹھے ہین جب اُنکے حال کی تحقیق کی تو اُنکو جون کا تیون پایا بلکہ پہلے سے بھی انکے حال کو بدتر پایا
ر تکبر اور جہالت مین گرفتار دیکھا اور یہ بات خوب مشہور ہے مصرع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار +
وتے ہوے کو سویا کب جگا سکتا ہے غرض یہ سب مضمون جو اس عاجز نے لکھا ہے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
ر مومنونکی خیر خواہی کی راہ سے کیونکہ اکثر لوگونکے خیال مین یہ بات سماتی ہی کہ مرشد کامل جو ہوتا ہے سو بغیر
ھنے اور دریافت کرنے علم تصوف کے اور بغیر عمل جوارح اور مراقبہ کے ایکدم مین مقصد کو پہنچا دیتا ہے
علم تصوف کے سارے مضمون تعلیم کر دیتا ہے حالانکہ اس علم کے مضمون اگر پڑھانے اور سمجھانے سے سمجھ مین

آجاوین توغنیمت ہے بس اسی وہم کے سبب سے موہوم مرشد کی تلاش مین رہتے ہین کہین کسی دیوانیکے جو بڑبڑا
معتقد بن جاتے ہین کہین اُس شخص کے جو کچھ بولتا نہین معتقد بن جاتے ہین کہین کسی شخص کے جو فقط کسی
ذکر تعلیم کرتا ہے اور آپ نماز کو باخشوع اور آداب کے ساتھ نہین ادا کرتا اور علوم تصوف اور قرآن اور
کا مطلق بیان نہین کر سکتا معتقد بن جاتے ہین اور طرفہ تو یہ ہے کہ ایسے لوگون سے کچھ نہین پاتے
جیسے تیون رہتے ہین مگر پھر بھی اپنے وہم کے سبب سے ایسے ہی لوگونکی معتقد رہتے ہین اور سچے لوگ
صحبت سے دور رہتے ہین باوجودیکہ فرمایا اللہ سبحانہ نے گیارھوین سیپارہ سورۂ توبہ مین یاا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ہو ساتھ
اور علوم تصوف کے سنے اور سیکھنے کا مطلق شوق نہین رکھتے اور یہ بڑی بیماری ہلاک کرنیوالی
اکثر لوگ اس بیماری کو نہین پہچانتے سوا سے خاکسار دینی بھائیونکی محبت کے جوش سے بڑا ہی
عظیمہ بیان کر کے سلوک الی اللہ کا طریقہ ترتیب کے ساتھ بہت سہل اور آسان کر کے انشاء اللہ تع
بیان کرتا ہے وہ فائدۂ عظیمہ یہ ہے دل کے کان سے سو پہلے ہم اس مقام مین عین العلم کے سنو
خلاصہ لکھتے ہین اُسکا سب مضمون لکھنا بہت طول ہوگا اور اس مقام مین فقط خلاصہ کا سمجھنا کفایت
سنو عین العلم مین فرماتے ہین فرمایا اللہ تعالے نے ستائیسوین سیپارہ سورۂ ذاریات مین وَمَا خَلَ
الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ اور مین نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو اور وہ ع
جسکا ذکر اس آیت مین ہے کئی قسم ہے پہلی قسم نماز ہے حدیث مین وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالے نے ا
توحید قبول کرنیکے بعد فرض نکیا کوئی ایسا فرض کہ نماز سے زیادہ اُسکے نزدیک پیارا ہو دوسری قسم
قراءت یعنے قرآن مجید کا پڑھنا ہے اور حدیث مین وارد ہوا ہے تم لوگونکا بہتر وہ شخص ہے جسنے سیک
اور اُسکو سکھلایا دوسرونکو تیسری قسم صلوٰۃ یعنے درود بھیجنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ اسمین
فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے کہ درود بھیجنے والے کو آخرت مین اُنکی صحبت کی سعادت نصیب ہوگی اور ق
مین درود بھیجنے والے کی شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی قسم اذ
یعنے طرح طرح کی ذکرین اللہ جلشانہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے صحابہ کرام سے روایت کی گئی

لا اله الا الله اور سبحان الله اور الحمد لله اور اسم ذات یعنی لفظ الله کی اور مانند اسکے کہ ان ذکرونکے حقمین بہت سی فضیلتین کتاب اور سنت مین مذکور ہین اور پانچوین قسم دعا ہے کہ اُسکی فضیلت مین آنحضرت نے فرمایا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا جو ہے سو مغز عبادت کا ہے کیونکہ عبادتکی حقیقت اور اُسکا خلاصہ ظاہر کرنا اپنی عاجزی اور تذلل یعنی اپنے ذلیل ہونیکا اور ظاہر کرنا الله تعالی کی عظمت کا ہے اور دونون بات دعا مین بخوبی پوری پوری حاصل ہے چھٹوین قسم تفکر یعنے فکر اور غور اور اندیشہ اور مراقبہ کرنا ہے فرمایا الله تعالے نے چوتھے سپارہ سورۂ آل عمران مین وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اور دہیان کرتے ہین آسمان اور زمین کی پیدایش مین اور حدیث مین وارد ہوا ہے تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً غور اور اندیشہ کرنا مخلوقات اور مصنوعات الٰہی مین اعتبار اور استدلال کی نظر سے ایک ساعت کا بہتر ہے ساٹھ برس کی بندگی سے یعنی بغیر تفکر اور غور کے جو ساٹھ برس کی بندگی ہوتی ہے اس بندگی سے ایکساعت کا تفکر کرنا اور مخلوقات الٰہی اور اُسکے مصنوعات مین تفکر اور غور کرکے اُسکے خالق اور صانع کو پہچاننا ساٹھ برس کی بندگی سے بہتر ہے اور تفکر کیا ہے طلب کرنا الله کی معرفت کا ہے یعنے غور اور تامل اور اندیشہ کے ساتھ اُس چیز اور مضمون مین نظر کرنا اور سوچنا کہ جسمین نظر اور غور کرنے اور سوچنے سے الله سبحانہ کی معرفت اور پہچان جو مطلوب ہے سو حاصل ہو جاوے اس مضمونکے بخوبی سمجھ مین آجانے کیواسطے ایک تقریر یاد رکھنا بہت ضروری ہے تاکہ عین العلم کا سارا مضمون بآسانی سمجھ مین آجاوے وہ مضمون یہ ہے کہ حقیقت تفکر کے ایسے علم کی طلب اور تلاش کرنا ہے جسکا جاننا ضروری ہے اور وہ علم بدیہی اور محسوس چیزونسے حاصل نہین ہے تا سو ایسے علم اور دریافت کا حاصل ہونا ممکن نہین ہے مگر جب اور بھی دوسرے دو مضمونکو جسکو خوب پہچانتا ہے اُنہین ملاوے اور اُنمین خوب سوچے تاکہ تیسرا مضمون جسکا دریافت کرنا اسکو مطلوب ہے سو ان دونون مضمونمین سوچنے سے پیدا ہو جسطرح سے نر اور مادہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ دونون مضمون دو اصل اور مقدمے کہلاتے ہین اور تیسرا مضمون جو دونون مقدمونسے پیدا ہوتا ہے اُسکو نتیجہ کہتے ہین اور ہر قسم کے مطلوب پہچاننے کیواسطے اُسکے مناسب دو اصل اور مقدمہ مقرر ہے جبتک کہ اُن دونون اصل اور مقدمونکا علم حاصل نہوگا تب تک وہ تیسرا قسم مطلوب ظاہر نہوگا اور جو شخص ان دونون اصل اور مقدمونکو ملانے نجانتا ہوگا وہ شخص غور

اور تفکر سے اپنا اصل مطلوب پہچان سکے گا جسطرح سے جو شخص کہ پونجی نہین رکھتا ہے وہ تجارت کسطرح کر سکیگا
اب دونون اصل اور مقدمونکو ملا کے اپنے مطلوب پہچاننے کی مثال سنو مثلاً کوئی شخص اس مضمونکا جاننا چاہے
کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے تو اس مضمونکو نجانے گا جبتک کہ دو مضمونکا علم حاصل نکریگا ایک یہ کہ باقی فانی سے
بہتر ہے دوسرے یہ کہ آخرت باقی ہے اور دنیا فانی جب یہ دونون اصل مضمونکو جانا تب وہ تیسرا علم کہ آخرت
دنیا سے بہتر ہے ضرور پیدا ہوگا تو بس ان دونون اصل مضمون کا دلمین حاضر کرنا اور ان دونون مضمون سے
تیسرے مضمونکا پیدا ہونا اس سب مجموع کو تفکر اور تامل اور تدبر اور اعتبار کہتے ہین اور جبتک کہ تیسرا مضمون
حاصل نہین ہوتا تب تک مذکرہ کہلاتا ہے مصنف اسی معنی کا اشارہ کرتا ہے اپنے اس قول مین اور شروع
تفکر کا تذکر ہے کہ تذکر مین سے تفکر پیدا ہوتا ہے اور تذکر کیا ہو دلمین اُن پہچانے ہوے دو مضمونکا حاضر کرنا ہے
جو تیسرے مضمون مطلوب کا مقدمہ اور اصل ہے اور اُن دونون سے تیسرا مضمون مطلوب پیدا ہوتا ہو تو جبتک
دلمین دونون مقدمونکو قائم تو کیا ہے مگر ابھی تک تیسرا مضمون پیدا نہین ہوا ہے تب تک تذکر کہلاتا ہے اور
جب اُن دونون مقدمونکا نتیجہ نکلا اور تیسرا مضمون پیدا ہوا اب اُسکو تفکر کہینگے اور تفکر کا فائدہ اور نتیجہ جو تذکر
اور تفکر کے بعد حاصل ہوتا ہے تین چیز ہے علم اور حال اور عمل لیکن پہلے علم حاصل ہوتا ہے تب اُس سے
حال اور عمل ہوتا ہو اور وہ علم کیا ہے کہ حاصل ہونا معرفت کا اور معرفت معنے پہچان جانا یعنی ایک مضمونکے
پہچان جانے اور معلوم ہو جانیکو علم کہتے ہین اور اس معرفت اور پہچان جانیسے حال پیدا ہوتا ہے اور حال
کیا ہے کہ اُس معرفت کے نور کا دلمین اثر کرنا اور اُس نور کے حاصل ہونیکے سبب سے دلکے حال کا بدل جانا اور
اس حال سے عمل پیدا ہوتا ہے یعنے یہ حال عمل کا باعث ہوتا ہے اور وہ عمل کیا ہے قلب کی خدمت کرنا
جوارح اور اعضا کا ہے یعنے معرفت کے نور اثر کرنے کے سبب سے قلب کا حال جب بدل گیا تب قلب نے
عمل کرنا چاہا تب اعضا نے اسکی تابعداری کی اور اعضا سے عمل ظاہر ہوا تو عمل حال کے تابع ہوا اور حال
معرفت کے تابع اور معرفت تفکر کے تابع تو بس تفکر اصل اور کنجی ساری نیکی کی ٹھہری اور تفکر کے جاری ہونیکا
مقام دین کے امور مین دو چیز سے خالی نہین ہے یا تو (تفکر معاملہ مین) یعنی ظاہری اور باطنی اعمال مین جاری
ہوتا ہے کہ وہ اعمال سالک کے نفس کی صفات اور اُسکے افعال اور کامونسے علاقہ رکھتا ہے سوچ تفکر کا یعنی اُسکا

طور اور طریقہ معاملہ مین اسطرح پر ہو کہ پہلے تفکر کرنا شروع کرے ظاہری گناہون مین اور یہ تفکر تین طور سے ہوتا ہے ایک اس طور سے تفکر اور غور کرے کہ یہ کام شریعت کے ممنوعات حرام یا مکروہ مین سے ہو یا نہین دوسرے اس طور سے کہ جب معلوم ہوجاوے کہ یہ کام شریعت سے حرام یا مکروہ ثابت ہے اور یہ سب فقہ سے معلوم ہوگا اپنی عقل اور وسواس کا کچھ اعتبار نہین تب تفکر اور غور کرے کہ کیا یہ گناہ میرے بیچ مین پایا جاتا ہے یا نہین تیسرے اس طور سے کہ جب معلوم ہوجاوے کہ یہ گناہ مجھ سے سابق مین ہوا ہو یا اب بالفعل مین اس گناہ مین گرفتار ہون یا آئندہ کو اس گناہ کے ہو پڑنے کا ڈول معلوم ہوتا ہو تب تفکر اور غور کرے کہ اپنے اوپر اس گناہ کے دفع کرنیکی کیا تدبیر ہے اور اس گناہ سے کسطرح خلاص ہونگے اور اس گناہ سے کسطرح سے بچین گے مثلاً غور کرے اپنی زبان اور کانین اور دیکھے کہ یہ سب جھوٹھ اور غیبت اور جفا اور خودثنائی اور استہزا اور ٹھٹھے بازی وغیرہ مین گرفتار ہین اور یہ سب باتین مکروہات الٰہی ہین کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند اور ناخوش معلوم ہوتی ہین یہ غور کرے کہ ان گناہون سے پرہیز کرنا اور بچنا بغیر گوشہ نشینی اور اکیلے رہنے سے اور بغیر صحبت صالحون اور نیک لوگون اور پرہیزگارون کے حاصل نہوگا کہ اگر کسی وقت مجھ سے یہ باتین صادر ہونگی تو وے لوگ اسپر انکار کرینگے اور مجھکو اُس سے باز رکھین گے سبحان اللہ مرشد کا اور نیک لوگونکی بڑی توجہ ہے اس توجہ سے محروم نہ رہنا چاہیئے اور اُنکی نصیحت کو جان ودل سے قبول کرنا چاہیئے اور اگر ناواقف اور لوگونکے مرشد سے توجہ لیا اور فرض کیا کہ لطیفہ جاری ہوئی اور پھر بیٹھ کے مرید یا مرشد بڑ مار کے او جھوٹھ اور خودثنائی وغیرہ مین گرفتار ہوا تو کیا فائدہ ملا اسیطرح سے اپنے پیٹ کے کام مین غور کرے کہ وہ اللہ کے گناہ حرام کھانے پینے مین گرفتار تو نہین ہے اگر شاید اُسکو حرام لقمہ کھانیمین گرفتار پاوے تو جانے کہ حرام لقمہ کھا کے ساری عبادت ضائع ہوتی ہے اور اکل حلال ساری عبادتونکی جڑ ہے اور بندے کے کپڑے کے آٹھوین حصہ مین اگر ایکدرم حرام کی لگی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکی نماز قبول نہین کرتا پھر غور کرے کہ اُسکا کھانا اور پینا اور اُسکی کمائی کہان سے ہو اور حلال کی راہ کیا ہے اور حلال کمائی کمانے اور حرام کمائی سے بچنے کی کیا راہ ہے تاکہ مین اُسی کو اختیار کرون یہ سب بھی فقہ سے معلوم ہوگا اور یہ تفکر اپنے حال مین کرے دوسرے کی عیب جوئی مین نہ پڑا رہے کیونکہ یہ بات تو خود حرام ہے اسیطرح سے اپنے سارے بدنکی تلاش کرے اور اپنے تئین گناہ سے باز رکھے پھر گناہ ظاہر مین

تفکر کرنیکے بعد ہر قسم کی ظاہری طاعت مین تفکر کرے کہ کیا یہ طاعت مندوب ہے یعنے شریعت مین ناپسند اور شریعت سے
ثابت ہی یا نہین یعنی فرض عباد تونکو تو ہر حال مین ادا کرنا ہی ہو مگر فرض کے ادا کرنیمین جو عمل مستحب ہے
اور بعضے عبادت جو مستحب ہی مثل تہجد اور اشراق اور ذکر وغیرہ کے اُنمین تفکر کرے پھر جب ثابت ہو جاوے
کہ یہ طاعت مندوب ہے تب تفکر کرے کہ کیا یہ مندوب میرے مقدور مین ہو اور اُسکے ادا کرنیکی اور اس طاعت کو
نقصان اور تقصیر سے نگاہ رکھنے کی طاقت اور قدرت مجھ مین ہو یا نہین پھر جب معلوم کرے کہ اُسکے ادا کرنے کی
طاقت مجھ مین ہو تب جو جو عضو کہ عبادت سے علاقہ رکھتا ہے اُن ہر عضو مین تفکر کرے کہ اسکے حاصل کرنے
اور بجالانیکی تدبیر کیا ہے مثلاً تفکر اور غور کرے کہ زبان کو ذکر اور وعظ اور تعلیم اور مسلمانونکو نیک بات
کہکے راحت پہچانے کیواسطے پیدا کیا ہے اور مین قادر ہون کہ فلان ذکر کرون اور فلانی بات کہون کہ اُس سے
مسلمانکو آرام اور چین ملے کیونکہ نیک بات بجائے صدقے کے ہے بلکہ صدقہ سے بہتر ہے اور آنکھ کو اسواسطے
پیدا کیا ہے کہ اُسکو حق تعالےٰ کی طاعت مین لگاؤن مثل تلاوت وغیرہ کے اور عالمونکو تعظیم کی نظر سے
اور فاسقونکو تحقیر کی نظر سے دیکھون اور مین ان باتون پر قادر ہون ان باتونکو کسواسطے چھوڑون اور آنکھ کا
حق کیون نہ ادا کرون اور کانکو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ مظلوم کی فریاد سنے اور اُسکی مدد کرے اور قراءت
اور اللہ کے ذکر اور وعظ سننے سو مین کانکو کسواسطے بیکار رکھون اور کفران نعمت کسواسطے کرون اسیطرح سے
اپنے بدن کے سارے عضو مین تفکر اور غور کرے بلکہ اپنے مال اور اولاد اور چارپائے اور خادمون مین بھی غور کرتا رہے
کہ ایک ساعت کے تفکر اور غور مین اسکے سارے عمل درست ہو جاوینگے اسی سبب سے حدیث مین وارد ہے کہ تفکر
اور اندیشہ ایک ساعت کا بہتر ہے ساٹھ برس کی عبادت سے کیونکہ اُسکا فائدہ دیر تک رہتا ہو پھر جب گناہ
اور عبادت ظاہری کے تفکر اور اندیشہ سے فراغت ہوئی تب اسیطرح تفکر اور اندیشہ کرے باطن کے گناہ مین
کہ وہ آدمی کے بُرے صفات ہین اور ہلاک کرنیوالے ہین اُنکو رذائل کہتے ہین اور اُسکے دفع کی تدبیر کرے
اور تفکر اور اندیشہ کرے اور باطن کی طاعات مین کہ وہ آدمی کی نیک خصلتین ہین جو نجات دینے والی
اور ہلاکت سے بچانیوالی ہین اور انکو فضائل کہتے ہین اُنکا بیان انشاء اللہ تعالیٰ چھبیسوین فصل مین
ہوگا اور انھین کو مقامات کہتے ہین مثل توبہ و ورع تقوےٰ زہد صبر وغیرہ کے اور اُنکے حاصل کرنیکی را

تلاش کرے اور بری خصلتین آدمی کی جو دش رزائل ہین اور اس رباعی مین وہ سب جمع ہین رباعی

خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ	دہ چیز برون کن از درون سینہ
حرص و طمع و بخل و حرام و غیبت	کذب و حسد و کبر و ریا و کینہ

سوا اُنمین سے حرام اور غیبت اور کذب گناہ ظاہری ہی اور باقی باطنی اور نیک خصلتین آدمی کی جو ظاہری عبادت ہین سو ظاہری کھلاتی ہین اور جو باطنی ہین مثل توبہ صبر اور شکر وغیرہ کے سو باطنی کھلاتی ہین اور شرح فارسی عین العلم مین شیخ فخر الدین محب اللہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہین کہ باطنی گناہون اور طاعتونکی جڑ اور اصول بیس چیز ہے کہ بعضے شخص نے اُسکو نظم مین جمع کیا ہی وہ یہ ہی بیت

اصل اخلاق ذمیمہ یا حمیدہ بست دان	یادگیر این را اگر ہستی ز مردان خدا
سرد بخل و محب وحبت مال و حرص اکل و طی	بست جاہ و شدت غضب و حسد دیگر صبر و شکر
زہد و اخلاص و خشوع و حسن خلق	معتدل خوف و رجا ندم بحث یا رضا

اور ان باطنی گناہونگے علاج اُسکے مقام پر تصوف کی کتابونمین خصوصًا صراط المستقیم مین موجود ہے اور یا تو تفکر مکاشفہ مین جاری ہوتا ہے اور مکاشفہ جو ہے سو صفات اور حقایق الٰہی سے علاقہ رکھتا ہے اور مکاشفہ کیا ہے کہ اللہ سبحانہ کی توحید کا کھلجانا اور باقی مکاشفہ کے معنی پچیسوین فصل مین یقین کے بیانمین معلوم ہونگے انشاء اللہ تعالے پھر مصنف فرماتے ہین اور تفکر اور غور جاری ہونا اور کشفی اور مکاشفہ ان مین منحصر اور موقوف ہے اسماء حسنی کے معانی مین کہ اسماء حسنی کے معنونمین غور کرے اسماء حسنی کے معنی نامین خاص اور اسماء حسنی سے وے نامین مراد ہین جو اُس سبحانہ تعالیٰ شانہ پر بولے جاتی ہین مانند حی اور عالم اور مرید اور سمیع اور بصیر اور متکلم وغیرہ کے اور اُس سبحانہ کے صفات بر تر ہین غور کرے اور صفات سے مراد وہی صفات ہین جو اُس سبحانہ کیواسطے ثابت ہین مثل حیات اور علم اور قدرت اور ارادہ اور سماعت اور بصارت اور کلام وغیرہ کے اور ملکوت یعنی عجائب وغرائب مین آسمانون اور زمین کے غور کرے کہ یہ سب اُسکی قدرت اور ربوبیت کے مظاہر اور آثار ہین مظہر سے ظاہر ہونیکی جگہ جسطرح آئینہ مظاہر اُسکی تیغ اور آثار معنی نشانیان یعنی آسمان اور جو کچھ آسمان پر ہے آفتاب اور ماہتاب اور ستارے اور زمین اور جو کچھ کہ زمین پر ہے پہاڑ اور بیابان اور شہر اور دریا

اور جواہر کی کھانین اور انواع اقسام کے نباتات اور حیوانات اور جو کچھ کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہین ہی ابر اور باران اور برق اور رعد اور برف اور اولا اور قوس قزح اور دوسری نشانیان کہ یہ سب کے سب اُسکی قدرت کے مظاہر ہین اور ان سب مین تفکر اور غور کر کے اُسکے صانع اور پیدا کرنے والیکو پہچان سکتا ہو کہ یہ سب اسکے بنانے اور پیدا کرنیکی دلیل ہی اسواسطے کہ سوا ذات پاک اس سبحانہ کے جتنے موجود ہین وے سب اُسکے مخلوق اور اُسکی کاریگری کے عجائب اور غرائب مین داخل ہین اور کوئی ذرے اور چیز ہین آسمان اور زمین پر اور اُنکے درمیان مین نہین ہین مگر اسکی تسبیح اور تقدیس بولتے ہین اور اسکی پاکی بیان کرتے ہین اور لیکن ذات مقدس اُس سبحانہ کی تو اُسکی معرفت کی طرف کسیکو راہ نہین ہی مگر اُسکے نام شریف کی ذکر کے ساتھ کیونکہ خلق کو اُسکی ذات کی معرفت اور اُسکی دریافت کرنیکی طاقت نہین ہی مگر اسیقدر کہ اسکے نام پاک کی ذکر کرین اور ذکر کے وقت اس نام والیکے طرف عقل متوجہ ہو جاوے اور اُسکا خیال دلمین جم جاوے اور ذکر شامل ہی زبانکی ذکر اور دلکی ذکر دونونکو سو اس دونون طرحکا ذکر کرنا موجب التفات ہر کہ کا طرف اُس سبحانہ و تعالی شانہ کے ہے کہ دونون طرحکے ذکر کرنے سے اللہ تعالی کی ذات پاک کے طرف عقل التفات کرتی ہی اور متوجہ ہوتی ہی اور جب ذات اُس سبحانہ کی ملتفت الیہ ہوئی یعنی عقل نے اُسکے طرف التفات کیا تب وہ ذات حاضر ہوئی جیسا کہ مقدمہ مین مذکور ہو چکا اور یہ مشہود ذاتی اور حق الیقین ہے اور حدیث مین وارد ہوا ہے کہ فکر اور غور نکرو اللہ تعالے کی ذاتمین یعنی اسکی ذات روشن ہی اور بصیرت آدمی کی ضعیف اور کمزور ہے اُسکی ذات کے دریافت کرنے کی طاقت نہین رکھتی بلکہ مدہوش اور متحیر ہو جاتی ہے جیسا کہ مصنف فرماتے ہین اور عقل انسانکی اُس سبحانہ کی ذات کے دریافت کرنیسے عاجز ہوتی ہی مثل عاجز ہونے خفاش یعنے چمگادڑ کے دنکی روشنی سے کہ اُسکی آنکھ کی بصارت ضعیف اور کمزور ہے آفتاب کے نور کی طاقت نہین رکھتی اور دریافت کرنا حقائق یعنی کنہ صفات اس سبحانہ و تعالی کا بھی ویسا ہی ہی کہ تفکر کو اُنمین راہ نہین ہی کیونکہ اُسکی صفات کے کنہ بھی بشر کے ادراک سے باہر ہین سو نہین طاقت رکھتے ہین اسکے دریافت کرنیکی مگر خاص لوگ کسی کسی وقت مین اور اُنکو بھی اسکی صفات کا کنہ یعنی بھید ہمیشہ دریافت نہین ہوتا کیونکہ صفات کی انداک تجلی اور ظہور مین بے طاقت ہو جاتے ہین جیسا کہ آدمی لوگ قرص آفتاب ہین ہمیشہ نظر نہین کر سکتے جیسا کہ تجلی اور استتار کے بیانمین مذکور ہوا اچھی طرح مفصل

مین اور خاص لوگ حقایق یعنی کُنہ اور بھید صفات کو عوام الناس سے ذکر نہین کرتے ہین مگر اُنکے فہم کے مقدار کیونکہ اُس سے
زیادہ ذکر کرنا ممنوع ہے رخصت نہین ہے کیونکہ اکثر عوام لوگون کی عقل اس بھید کو نہ سمجھ سکے گی اسیواسطے انبیا
علیہ السّلام مین سے بعضے نبی کے پاس وحی آئی کہ میرے بندونکو میری صفات مین سے ایسی چیز کی خبر ندو کہ اس سے
انکار کرین اُنسے وہی بات کہو کہ سمجھ سکین بات کرو لوگونسے انکی عقل کے مقدار یہ مضمون شرح مذکور سے
لکھا تو جب معلوم ہوا کہ پیدایش آدمی کی عبادت اور معرفت کیواسطے ہے اور عبادت کے اقسام معلوم ہوچکے
تو اب لازم ہے بندے کو ہمیشہ عبادتمین لگا رہے ظاہر مین نماز اور تلاوت اور درود اور ذکر اور دعا کے ساتھ
اور باطن مین تفکر اور مکاشفہ کے ساتھ تاکہ ظاہری اور باطنی عبادت کے سبب سے اُسکو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو
اسواسطے کہ محبت بڑی ضروری اور مقصود اصلی ہو بلکہ سارا مقصود وہی محبت ہے اس سب بیان کے بعد
عین العلم مین مستحب عبادتونکا بیان شروع کیا ہے مثل اشراق اور تہجد اور صلواۃ التسبیح وغیرہ کے اور عوارف
مین تین تینتیسوین باب سے پچاسوین باب تک آداب طہارت اور وضو، اور کیفیت نماز اور آداب نماز کے
اور روزے کی فضیلت اور آداب اور کھانیکے آداب اور لباس کے آداب اور قیام اللیل یعنی تہجد کی نماز کی
فضیلت اور راتکے جاگنے کے آداب اور دنکی مستحب عبادتون اور مسبعات عشر وغیرہ مستحبات کا بیان کیا ہو
اور یہ سب معاملہ کھلاتے ہین ہمنے طول کے سبب سے ان سب باتونکا بیان نہ لکھا کیونکہ یہ سب مضمون فقہ کی کتابونسے
اور اکثر رسالون سے دریافت ہوجائینگے اور مبتدی سلوک الی اللہ کس بات سے شروع کرے اور کیا کیا اختیار
کرے اس مضمونکو بدایات اور نہایات مین بیان کرکے تب اہل طریقت کے شغل اور ذکر کے طریقے لکھین گے
انشاء اللہ تعالیٰ اور اسمین مسبعات عشر بھی مذکور رہوگا اور اہل طریقت کا سلوک مشاہدہ تک تمام ہوتا ہے
بعد اسکے سلوک ثانی لکھین گے اسمین ایک معاملہ مذکور بڑی خوبی کے ساتھ بطور اشارے کے لکھین گے تمیسرا فائدہ
بدایات اور نہایات کے بیانمین تو اب جو چیز پہلے مرید کو اختیار کرنا ہوتا ہے اور جس چیز سے سلوک شروع ہوتا ہے
اُس کا بیان مختصر عوارف کے مضمون سے خلاصہ کرکے لکھتے ہین سنو اور پہلے شروع مین جو اختیار کرنا ہوتا ہے
اُسکو بدایت کہتے ہین اور اخیر مین جو مقام حاصل ہوتا ہے اسکو نہایت کہتے ہین اور بدایات اور نہایات
اُسکی جمع ہو عوارف کے سیٹھوین باب مین بدایات اور نہایات کے صحیح ہونے کا جو ذکر کیا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے

عوارف مین سند کے ساتھ لکھا ہے کہ علقمہ ابن وقاص نے کہا کہ سُنا مین نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو ممبر پر کہتے تھے
سُنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ
كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا وَاِلَى
امْرَاَةٍ يَّنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ بات یہی ہے کہ اعمال نیتون ہی کے ساتھ ہوتے ہین
یعنے عمل کا ثواب نیت کے مطابق آدمی کو ملتا ہے اور اُسکے عمل کا اعتبار نیت ہی سے ہوتا ہے اور مرد وہی پاتا ہے
جو نیت کرتا ہے سو جسکا گھر سے نکلنا اللہ اور اُسکے رسول کیطرف ہو پھر اُسکا نکلنا اللہ اور اُسکے رسول کیطرف ہے
اور جسکا نکلنا دنیا کیطرف ہے کہ وہ اسکو پاوے یا کسی عورت کیواسطے ہو کہ وہ اُس سے نکاح کرے تو نکلنا اُسکا
اسیطرف ہے جدھر وہ نکلا مشکوۃ مین بھی اس حدیث کو پہلے ہی لکھا ہے اس حدیث کو بخاری مسلم دونون نے
روایت کیا تو نیت جو ہے سو عمل کا شروع ہے اور نیت کے موافق عمل ہوتا ہے اور صوفیہ کے طریق مین
داخل ہونے کے شروع مین جو مرید کیواسطے اہم اور بہت ضرور کام ہے سو یہ ہے کہ صوفیہ کے طریق مین داخل ہو
اور انکی سی اپنی وضع بناوے اور اُنکے گروہ کے ساتھ بیٹھے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُسکے قرب حاصل ہونیکی
نیت پر اسواسطے کہ اس کا داخل ہونا صوفیہ کے طریق مین جو ہے سو اسکے حال اور وقت کی ہجرت ہے
حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ مہاجر وہ شخص ہے کہ ہجرت کرے اور چھوڑے اس چیز کو جس چیز سے
اسکو اللہ تعالے انے منع کیا اور فرمایا اللہ تعالے انے پانچوین سپارہ مین سورہ نساء مین وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ
بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ
اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ اور رسول کے طرف پھر آپکڑے اسکو موت سو ٹھہر چکا اُسکا ثواب
اللہ پر تو مرید کو سزاوار ہے کہ قوم صوفیہ کے طریق کیطرف نکلے اللہ کے واسطے اسواسطے کہ اگر مرید ان قوم کے
نہایات تک پہنچ گیا تو منزل مین پہنچا اور اگر ان قوم کے نہایات تک پہنچنے کے قبل اسکو موت نے آلیا تو اسکی مزدوری
اللہ کے پاس ملیگی اور جس شخص کا بدایت مضبوط ہوگا اُسکا نہایت پورا ہوگا جعفر خلدی کہتے ہین کہ سنا مین نے
جنید کو وے فرماتے تھے کہ نہایت مین پہنچنے کے منع کرنیوالے اور آڑے پڑنیوالے اکثر ابتدا کے فساد کے سبب سے ہوتے ہین
سو مرید اس طریق کے سلوک کے اول مین محتاج ہوتا ہے نیت کے مضبوط کرنیکا اور نیت مضبوط کرنا اُس نیت کا پاک کرنا

ہی ہوا کی خواہشون سے اور اُس چیز سے جسمین نفس کیواسطے مزہ دنیاوی ملتا ہے تاکہ اس پاک کرنیکے سبب سے اُسکا نکلنا
اور ہجرت خالص اللہ تبارک و تعالی کیواسطے ہو اور رسالہ ابن عبداللہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس لکھا جان تو اے
مقرر اللہ کی مدد بندے کیواسطے بقدر اسکے نیت کے ہے سو جس شخص کی نیت پوری ہوئی اللہ کی مدد اسکے
واسطے پوری ہوئی اور جس شخص کی نیت کوتاہ ہوئی اسکے واسطے بقدر اسکی نیت کے کوتاہی کے اللہ کی مدد
ہوئی اور بعضے صالحین نے اپنے بھائی کے پاس لکھا کہ اپنے اعمال مین نیت کو خالص کر یعنے ریا اور سمعۃ یعنے
س عمل کے دکھلانے اور سنانے کے خیال سے تیرے عمل کی نیت پاک ہو تو تجھکو تھوڑا سا عمل کفایت کرے
ر جو شخص نیت درست کرنیکی راہ نجانے تو وہ شخص اس شخص کی صحبت اختیار کرے جو اسکو نیت کی خوبی
لیم کرے یعنی ایسے شخص کو اپنا مرشد مقرر کرے اور ایسے شخص کی صحبت اختیار کرے عرب کے محاورے مین خصوصاً
رات صوفیہ کے محاورے مین کہتے ہین صحبت فلان اختیار صحبت کیا ملنے فلانے کی یعنی اعتقاد کے ساتھ
اسکی صحبت نصیب ہوئی اور سے ملنے مرید کے اسکی صحبت کا فائدہ حاصل کیا اسی معنی کی راہ آنحضرت صلی اللہ
ہ وسلم کے اصحاب کہلاتے ہین اور جیسا کہ اعتقاد کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایکدم یا مدت
یا زندگی بھر کی صحبت با برکت سے صحابہ کو فائدہ ہوتا تھا ویسا ہی اس مرشد کی صحبت سے جو اتباع کے
سبب رسول کا نائب ہے مرید کو فائدہ ہوتا ہے اور یہ تعلیم بغیر مرشد کی صحبت اختیار کرنیکے فقط کتاب دیکھنے سے
نہین کیونکہ کتاب اپنا مضمون بتادیگی اسکی نیت کی بھلائی اور برائی کی خبر نہ دیگی اور اسکے فہم کا اعتبار نہین
نیت بری ہوگی اور یہ جانے گا کہ میری نیت خالص ہے اور یہ بھی ہے کہ مرشد کے سوا اگر دوسرا شخص
ی بات کی نصیحت کرتا ہے تو آدمی چڑھ جاتا ہے اور ہٹ کرتا ہے اور مرشد کے فرمانے کو بدل و جان قبول کرلیتا
اور یہ بات بڑی مجرب ہے اور سب پر ظاہر ہے اسیواسطے مرشد کی صحبت اختیار کرنیکو فرمایا اور یہ بھی ہے کہ
د کتاب کے مضمونکا واقف اور عامل اور تجربہ کار رہے اسی کے موافق عمل تعلیم کریگا اس مضمون سے
لوگونکا شبہہ دفع ہوگیا جو کہتے تھے کہ تفسیر حدیث فقہ عقائد تصوف کی کتابون مین سب کچھ موجود ہے وہ کونسی
ہے جسمین مرشد کی حاجت ہوتی ہے سہل ابن عبداللہ تستری نے کہا کہ مرید مبتدی کو پہلے جس چیز کا حکم
یا جاوے وہ یہ ہے نری یعنی بیزار ہونا بُرے حرکات سے یعنی رزائل سے اور اسکو ترک کرنا اور وہ رزائل

مین ہین اور قریب ہی فائدہ عظیمہ مین مذکور ہوے بعد اسکے انتقال یعنی نقل کرنا اور رجوع کرنا نیک حرکا
کیطرف یعنی فضائل کو اختیار کرنا اور فضائل کا بیان چھبیوین فصل مین ہوگا انشاء اللہ تعالی اور انھین کو مقامات
کہتے ہین مثل توبہ ورع تقوی زہد صبر فقر شکر خوف رجاء توکل رضا تواضع خشوع اخلاص یقین کرکے رذیلہ کہتے
بُری خصلت کو فضیلہ کہتے ہین نیک خصلت کو رذائل اور فضائل انکی جمع ہین بعد اسکے اللہ تعالی کے امر
بجالانے کیواسطے تفرد اختیار کرنا یعنی اکیلا ہنجانا یعنی جس چیز کے سبب سے اللہ تعالی کا حکم بجالانے مین قصور ہوا
کے اکیلا ہنجاوے بعد اسکے توقف فی الارشاد یعنی سیدھی راہ پانے کیواسطے توقف کرے یعنے جبتک کسی مسئلہ
سیدھی راہ نپاوے تب تک توقف کرے اور ہادی کیطرف رجوع کرے جب تحقیق ہوجاوے تو
عمل کرے بعد اسکے ثبات ہے یعنے ثابت رہنے اور استقامت کا حکم کیا جاوے کہ سارے مقام مین استقامت
کرے جس چیز کو اللہ کیواسطے پکڑا اسکو پکڑے رہے اور جسکو اللہ کیواسطے چھوڑا اُسکو چھوڑے رہے اور یہ بات تب
حاصل ہوتی ہے کہ اپنے نفس اور طبیعت کی کجی سے باہر نکل آوے اور جبتک نفس اور طبیعت کا تابع رہیگا تب
استقامت نہو سکے گی مثلاً ایک نیک چیز کو اللہ کیواسطے کرتا رہا ہوگا پھر جب اسکی طبیعت اور خواہش
نچاہے گی تب چھوڑ دیگا اور ایک چیز کو اللہ کیواسطے چھوڑے رہا ہوگا پھر جب اسکی طبیعت اور خواہش
کرنا چاہے گی تب کر بیٹھیگا اور مدت کی کمائی اور تقوی کو کھو بیٹھے گا اسیواسطے بزرگون نے فرمایا ہے کہ است
درجہ کرامت سے بڑھکے ہے اور اللہ تعالے نے اپنے رسول مقبول کو استقامت کا حکم دیا ہے جیسا کہ
فصل مین معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالے بعد اسکے بیان ہے یعنے اسکو حکم کیا جاوے واللہ تعالے نے جو
بات کو کھولدیا ہے اسکو خلق سے بیانکرے فرمایا اللہ تعالے نے سورہ والضحے مین وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَ
فَحَدِّثْ اور جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر بعد اسکے قرب ہے یعنے قرب کے معنے سمجھا دیے جاو
مین ہیکہ سری سقطی سے لوگون نے قرب کے معنے پوچھے تب کہا قرب وہی طاعت ہے اور اسکے سوا دوسرا
کہ قرب یہ ہیکہ اسپر ناز کرے اور اسکے آگے ذلیل بنا رہے موافق فرمانے اللہ تعالے کے فرمایا اللہ تعا
سورہ اقرا مین وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ اور سجدہ کر اور نزدیک ہو تو سجدہ کرنا ذلیل بنجانا ہے اور ا
قرب حاصل ہوتا ہی اور قرب پر ناز کرتا ہے اور رویم سے قرب کے معنے پوچھے تب کہا قرب کیا ہے

دے اُسکا دور کرنا اور اُسکے سوا دوسرونسے قرب کے معنے پوچھے تب کہا یہ کہ دیکھے تو اسکے افعال کو جو تیرے ساتھ کرتا ہے
سکے یہ معنے کہ اسکی کاریگریون اور احسانونکو جو تجھپر کرتا ہے دیکھے پھر اس دیکھنے مین اپنے افعال اور مجاہدات کے
کھنے سے غائب ہوجاوے اور دوسرے معنی یہ ہین کہ اپنے تئین فاعل نہ دیکھے موافق فرمانے اللہ تعالے کے
ی صلی اللہ علیہ وسلم کو وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی اور تونے نہین پھینکی تھی خاک جسوقت
پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی یہ آیت نوین سپارہ انفال مین ہے اور موافق فرمانے اللہ تعالے کے جو اسی آیت کے
شروع مین مومنونکے حقمین فرمایا فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَهُمْ سو تمنے اُنکو نہین مارا لیکن اللہ نے
التعرف کا مضمون تمام ہوا عوارف کے اکسٹھوین باب مین لکھا ہے کہ ابو یعقوب سوسی نے کہا کہ جبتک بندہ
رب کے ساتھ ہوتا ہے یعنی قرب کا خیال باقی رہتا ہے کہ مین قرب ہون تب تک تقریب نہین ہے یہانتک
غائب ہوجاوے قرب سے قرب کے سبب سے یعنی قرب کا ہوش نہ رہے پھر جب قرب کے سبب سے قرب کا دیکھنا جاتا
ہا تب یہ قرب ہے بعد اسکے مناجات ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے رب سے عاجزی اور مسکینی کے ساتھ مناجات
رے اور جیسا کوئی کسی سے کان مین بات کرتا ہے ویسا اپنے رب کو قریب سمجھ کے اس سے مناجات کرے
بعد اسکے مصافات ہے یعنی اللہ تعالی کی دوستی یا اخلاص رکھنا اور صاف رکھنا اور صاف ہوجانا بعد اسکے
موالات ہے یعنے درجہ ولایت کا ہے اور ولایت کے معنے بیسوین فصل مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالی
اور رضا اور تسلیم یعنے ہر حال مین اللہ سے خوش رہنا اور اُسکے سارے حکم کو مان لینا اسکی مراد ہو اور تفویض
اور توکل یعنی سارا کام اُسکو سونپ دینا اور اُسی پر بھروسا کرنا اُسکا حال ہوجاوے بعد اسکے یعنے رضا و تسلیم
و تفویض و توکل کی نعمت دینے کے بعد احسان رکھیگا اللہ تعالے اپنی معرفت دیکے یعنے اللہ تعالی اسکو اپنی معرفت
عطا کریگا تب اللہ تعالے کے نزدیک اُس کا مقام اُن لوگونکا مقام ہوگا جو اپنی توانائی اور قوت سے
بیزار ہین یعنے اپنی توانائی اور قوت پر کچھ اعتماد نہین رکھتے اور یہ عرش کے اُٹھانے والے فرشتونکا مقام ہے
اور اسکے بعد کوئی مقام نہین یعنے سلوک الی اللہ کے نہایت کا یہ مقام ہے یہ سب سہل بن عبداللہ کا کلام ہے
بدایت اور نہایت مین جو کچھ ہوتا ہے سو سب اسمین جمع کیا ہے اور جب مرید صدق اور اخلاق کو خنگل سے
مضبوط کرکے پکڑیگا تب مردونکے مقام مین پہنچیگا اور اسکا صدق و اخلاص ثابت اور قائم نہوگا مگر دو

چیز کے ساتھ ایک شرع کے حکم کی تابعداری دوسرے خلق سے قطع نظر کرنا اور اُنپر بھروسا نکرنا اور انکا آسرا نہ تکنا اور جتنی آفتین اہل بدایات پر اُترتی ہین سو سب خلق پر انکے اصرار کرنیکے سببسے آتی ہین اور ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث پہونچی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مرد کا ایمان کامل اور پورا نہین ہوتا یہانتک کہ آدمی لوگ اُسکے نزدیک لید اور مینگنی کے مانند ہوجاوین اسباتین اشارہ فرمایا خلق سے قطع نظر کا اور انمین سے نکل آنیکا اور انکی عادتون اور رسمونکے قید کو ترک کرنے کا احمد ابن خضرویہ نے کہا جو شخص دوست رکھے اسبات کو کہ اللہ اسکے ساتھ ہو ہر حال مین تو اُسکو چاہیے کہ لازم پکڑے صدق کو اسواسطے کہ تحقیق اللہ صادقین کے ساتھ ہے اور مقرر وارد ہوا ہے حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ صدق یعنی سچائی راہ دکھاتی ہے نیکی کیطرف اور نیکی راہ دکھاتی ہے جنت کیطرف اب جن باتون سے صدق حاصل ہوتا ہے مصنف اُنکو بیان کرتا ہے اور صدق معنی سچائی یعنے سب کام مین اللہ کیواسطے سچی نیت رکھنا اور ضرور ہے مرید کو مال اور جاہ سے نکل آنا اور خلق سے نکل آنا اُنسے قطع نظر کرکے یعنی اُنکی آس اور اُنکا بھروسا چھوڑ کے یہانتک کہ اپنے سلوک کی نیتونکو مضبوط اور استوار کرے اور جان جاوے باریکیان ہوائے نفسانی اور پوشیدہ گین خواہش نفسانی کو اسواسطے کہ مرید کے واسطے بڑی فائدہ مند چیز نفس کی معرفت ہے جسکا بیان بائیسوین فصل مین ہوگا اور نفس کی معرفت کا حق واجب وہ شخص ادا کرسکے گا جسکو دنیا مین کوئی حاجت باقی ہے نفضول اور حاجت سے زیادہ چیزونکے طلب کے نیکی اور اُسکے ذمہ پر تقوی حاصل ہونے سے کچھ باقی رہگیا ہے زید ابن اسلم نے کہا کہ دو خصلتین ہین کہ وے دونون تیرے امر کی یعنی صدق کی کمال ہین کہ اُن سے صدق کامل ہوتا ہے وے دونون یہ ہین صبح کرے تو اور اللہ تعالی کی رضا کیواسطے کسی گناہ کا قصد نکرے اور شام کرے تو اور اللہ تعالی کی رضا کیواسطے کسی گناہ کا قصد نکرے اور یہ بات عین زہد اور تقوی ہے پھر جب زہد اور تقوے کو مضبوط کرتا ہے تب اُس پر نفس کا حال کھلجاتا ہے اور نفس اپنے پردون سے باہر نکل آتا ہے اور سالک نفس کے حرکت کرنیکی طریق کو اور نفس کی پوشیدہ خواہشون کو اور اسکے پوشیدہ مکر اور حیلہ کو اور اُسکے فریب دینے کو پہچان جاتا ہے اور جس شخص نے صدق پر چنگل مارا بیشک اُس نے مضبوط دستا ویز پر چنگل مارا ذوالنون نے کہا کہ اللہ تعالی کی ایک تلوار ہے اُسکی زمین پر نہین رکھی جاتی ہے کسی چیز پر مگر اُسکو

کاٹ ڈالتی ہی اور وہ تلوار کون ہے صدق ہے اور صدق کے بیان مین نقل کیا گیا ہے کہ ایک بد تھا بنی اسرائیل مین سے اسکو ایک بادشاہ عورت نے اپنے نفس کیطرف پھسلایا مین نے برا کام کرنیکو اُس سے کہا تب عابد نے کہا کہ میرے واسطے خالی مکان مین پانی رکھوا دو کہ مین اس سے غسل کرون اور پاک صاف ہو جاؤن بعد اُسکے وہ عابد اس محل کے ایک بلند مکان پر چڑھ گیا اور اپنے تئین گرایا تب اللہ تعالےٰ نے فرشتے کے پاس جو ہوا پر تعینات ہے حکم بھیجا کہ روک لے میرے بندے کو تب اُس فرشتے نے اسکو روک لیا اور اسکو زمین پر آہستہ سے رکھدیا پھر آخر ابلیس کو کہا گیا کہ اسکو تو نے کیون نہ بھکایا تب ابلیس نے کہا کہ مجکو اس شخص پر قابو نہین ہے جسنے اپنی خواہش نفسانی کی مخالفت کی ہی اور اپنے جی کو اللہ عزوجل کی راہ مین دے دیا ہے اور سزاوار اور لائق ہی مرید کو کہ ہر چیز مین اسکی نیت اللہ تعالےٰ کیواسطے ہو یہانتک کہ اُسکے کہانے مین اور اسکے پینے مین اور اُسکے لباس پہننے مین کہ نہ پہنے مگر اللہ کیواسطے اور نہ کھاوے مگر اللہ کیواسطے اور نہ پیوے مگر اللہ کیواسطے اور نہ سوئے مگر اللہ کیواسطے اسواسطے کہ یہ سب چیزین فائدہ پہنچانیکی ہین کہ اس کا فائدہ مرید نے نفس پر پہنچایا ہے سو جب یہ سب چیز اللہ کیواسطے ہونگی تب نفس نافرمانی نکریگا اور جو کچھ نفس سے اللہ کیواسطے معاملہ اور اخلاص چاہین گے سو سب مان لیگا اور قبول کر لیگا اور جب نفس کے فائدے کی چیزون مین سے کوئی چیز نفس کو پہنچاویگا اور یہ فائدہ پہنچانا اللہ کیواسطے نہو گا اور نہ نیک نیت پر ہوگا تو یہ فائدہ پہنچانا یعنی پہرنا کھانا پینا سونا اس مرید پر وبال ہوگا اور بیشک حدیث مین وارد ہوا ہے جو شخص کہ خوشبو لگاویگا اللہ تعالیٰ کی رضا کیواسطے آویگا قیامت کے روز اس حال سے کہ خوشبو اُسکی پاکیزہ زیادہ ہوگی مشک اذفر سے یعنے مشک تیز بو سے اور جو شخص کہ خوشبو لگاویگا اللہ تعالےٰ کے سوا دوسرے کی رضا کے واسطے آویگا قیامت کے دن اس حال سے کہ بدبو اسکی مردار کی بدبو سے زیادہ گندی ہوگی اور کہا گیا ہے کہ انس ابن مالک کہتے تھے کہ میری تھیلی کو مشک سے خوشبودار کرو اسواسطے کہ مجھ سے دوسرا شخص مصافحہ کرے گا اور میرے ہاتھونکو چومیگا اور بیشک صحابہ لوگ اچھا لباس بناتے تھے نماز کیواسطے اور اپنی نیک نیت کے سبب سے اچھے لباس پہننے سے اللہ کریم کی نزدیکی ڈھونڈھتے تھے سو مرید کو سزاوار ہے کہ اپنے سارے اقوال اور افعال کی تلاش مین لگا رہے اور اپنے نفس کو نہ چھوڑے کہ کوئی حرکت کرے یا کوئی بات بولے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کیواسطے اور مقرر ہینے اپنے مرشد کے یار وئین دیکھا اس

شخص کو کہ ہر لقمہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت کرتا تھا اور اپنی زبان سے بھی کہتا تھا کہ مین کھاتا ہون
اس لقمہ کو اللہ عزّ وجل کی رضا کیواسطے اور زبانی بات فائدہ نہین کرتی جبکہ دلمین اس کام کی نیت نہو اسواسطے
کہ نیت دلکا کام ہے اور اسکے سوا نہین ہے کہ زبان ترجمان اور دو بھاسیا اور دلکی نیت کی بیان کرنیوالی ہی سو جبتک
زبان کی بات پر اللہ کی رضا کیواسطے دلکا قصد شامل نہوگا تب تک نیت نہوگی اور ایک مرد نے اپنی عورت کو
اپنے بال مین کنگھی کرتے وقت پکارا اور پکار کے کہا کہ سلائی لا سلائی اسواسطے مانگی کہ اس سے سر کی مانگ
نکالے تب اُسکی عورت نے کہا کہ آئینہ بھی لاؤن تب مرد چپ رہا اور آئینہ مانگنے مین توقف کیا بعد اسکے کہا
ہان تب جس شخص نے اسکی بات سُنی تھی اُس نے کہا کہ تو چپ رہا اور آئینہ مانگنے مین توقف کیا بعد اسکے
کہا کہ ہان تو اسکا کیا سبب ہی تب اُس مرد نے کہا کہ مین نے اسکو کہا کہ سلائی لا اور سلائی کی نیت میرے
دلمین تھی سو جب اُسنے کہا اور آئینہ لاؤن تب میرے دلمین آئینہ کی نیت نہ تھی اسواسطے مینے توقف کیا
یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے میرے دلمین آئینہ کی نیت کو موجود کیا تب مین نے کہا کہ ہان اور جو مبتدی کہ اپنے
ہدایت یعنی شروع کی نیتونکو مضبوط نکرے گا اپنے میل کے لوگون اور دوستون اور جان پہچان والون کو
چھوڑ کے اور وحدت یعنی اکیلے رہنے کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کریگا تب تک اسکی ہدایات قرار نہ پکڑے گی
اور مقرر کہا گیا ہے کہ صدق کی کمی کی نشانی ہے ہر طرحکے لوگون مین ملا جلا رہنا یعنی مبتدیونکی صحبت
مین رہنا یا اکیلے رہنا مفید ہے اور ہر طرحکے لوگونکی صحبت سے اسکی نیت بگڑتی ہی اور بادیونکو ہر طرحکی
لوگونکی صحبت سے نقصان نہین ہوتا بلکہ ہر طرحکے لوگ ہدایت پاجاتے ہین اور مرید کو سزاوار ہے کہ لینے کا مین
لوگونکا کلام نہ ڈالے یعنی سب طرحکے لوگونکی بہت سی باتین نہ سنے اسواسطے کہ اسیکا باطن بدل جاتا ہے
اور اثر قبول کر لیتا ہے اقوال مختلفہ سے اور جو شخص کہ نجائیگا اپنی زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی کے کمال کو
اور تقوی کی حقیقتونپر اپنے چنگل مار نیکو وہ شخص اپنی حقیقت کو نہ پہچانیگا ہمیشہ یعنے یہ نہ پہچانیگا کہ مجکو عبادت
اور تقوے کیواسطے پیدا کیا ہے اور یہی میری حقیقت ہے اور بیشک اسکا صرف اپنے تئین پہچاننا کہ مین
ایک چیز ہون اُسکو نیکی کا پھل نہ دیگا اور اہل ابتدا یعنی مبتدی کا باطن موم کے مانند ہی کہ ہر نقش کو قبول کرلیتا ہے
اور اکثر مبتدی ضرور پاتا ہے صرف لوگونکی طرف دیکھنے سے اور ضرر کرتا ہے مبتدی کو فضول نظر کرنا بھی فضول

معنے حاجت سے زیادہ یعنی جس چیز کے دیکھنے کی حاجت اور ضرورت نہین ہو اُسکا دیکھنا فضول ہو اور فضول چلنا بھی ضرر کرتا ہے پھر بالکل ساری چیز وںسے آکے ضرورت پر ٹھہرے اور جب دیکھنے کی ضرورت آپڑے تب دیکھے یہانتک کہ اگر چلے بعضی راہ مین تو کوشش کرے کہ اسکی نظر اُس راہ کی طرف ہوئے جسمین چلتا ہو داہنے بائین التفات نکرے اور کنکھیان نہ دیکھے پھر کوشش اور پرہیز گاری مین ایسے طور اور چال اور وضع سے بچار ہے جسکے سبب سے سبکی نگاہ اسکے اوپر پڑے اور لوگ اسکی طرف دیکھ کے اسکی اس محافظت اور پرہیز گاری کو دریافت کر جاوین کیونکہ اس کی اس پرہیز گاری اور محافظت کو لوگونکا جان جانا اسکے واسطے مضر زیادہ ہو اسکے فعل سے یعنی جس فعل سے یہ پرہیز کرتا ہے اس فعل کے کرنے سے بس تقوی کا جتانا اور دکھلانا مضر زیادہ ہو کیونکہ غرور اور ریا کا خوف ہے اور صدق کے خلاف ہے اور فضول چلنے کو حقیر بچانے اسواسطے کہ یہ سب قول اور فعل اور دیکھنا اور سنا جب ضرورت کی حد سے باہر ہوتا ہے تب فضول کیطرف کینچتا ہے بعد اسکے اصول کے ضائع کرنیکی طرف بھی کھینچتا ہے یعنی جب فضول مین گرفتار ہوتا ہے تب اسکی اصل باتین یعنی فریضہ اور فضیلہ یعنی فرض اور نفل عبادتین چھوٹ جاتی ہین سفیان نے کہا کہ لوگ جو وصول سے یعنی اللہ کے ملنے سے محروم رہے تو اپنے اصول کے ضائع کرنے ہی کے سبب سے محروم رہے ہین اور جو شخص کہ اپنی بات کرنے اور کام کرنیمین ضرورت کو جنگل سے نہ پکڑے گا وہ اس بات پر قادر نہو گا کہ توقف کرے اور ٹھہرا رہے اور کفایت کرے بقدر حاجت کے کھانے اور پینے اور نیند پر اور جب ضرورت کی حد سے تجاوز کریگا تب اسکے دل کی قصدونکی دیوار گرتی جاویگی ایک کے بعد ایک کے بعد ایک اور دلمین جو نیک قصدون کو رکھتا ہے اور اسپر مضبوط گرہین لگا رکھا ہے سو ایک کے بعد ایک کھلتی جاوینگی اہل خاکسار نے خوب تجربہ کیا ہے جب فضول مین آدمی گرفتار ہوتا ہے تب اسکی سابق کی پرہیز گاری بھی جاتی رہتی ہے سو آدمی سے جب کوئی فضول کام ہو پڑے تب فی الفور توبہ کرے اور پھر فضول کے پاس نجاوے اور سہل ابن عبداللہ نے کہا کہ جو شخص کہ اللہ کی عبادت اپنے اختیار سے نکریگا تو وہ شخص خلق کی بندگی کریگا بے اختیار ہوکے یعنے اللہ کی عبادت اور فرمانبرداری جو ضروری چیز ہے اسکو جب چھوڑیگا اور کھانے پینے وغیرہ گذرانکی چیزون پر بقدر ضرورت کے قناعت نکریگا تب فضول مین گرفتار ہوگا اور خلق کی خوشامد کرتا پھریگا اور اس

بندے پر رخصتون یعنی زمیون اور اتباع یعنی کشادگیونکے دروازے کشادہ ہونگے اور ہلاک ہوگا ہلاک ہونیوالونکے ساتھ یعنی جو بات نفس پر نرم معلوم ہوگی سو کر بیٹھیگا اور شرع کی قید سے نکل کے کھلے بند جو چاہیگا سو کریگا اور جیساکہ بے شرع لوگ ہلاک ہونگے ویسا یہ بھی ہلاک ہوگا اور غلطی مین گرفتار ہوگا اور سزاوار اور لائق نہین ہے مبتدی مرید کو یہ کہ ابناے دنیا مین سے کسیکو پہچانے اسواسطے کہ مرید کا اُن لوگونکو پہچاننا زہر قاتل ہے اور بیشک حدیث مین وارد ہوا کہ دنیا اللہ تعالی کی مغبوضہ یعنی دشمن رکھی گئی ہے جو شخص کہ اُسکی کسی رسی کو چنگل سے پکڑے گا وہ رسی اسکو آگ کیطرف کھینچ کے لیجاویگی اور اسکی رسیون مین سے کوئی رسی نہین ہے مانند ابنائے دنیا اور طالب دنیا محبت دنیا کے پھنسے برائی مین اور آگ کیطرف کھینچنے مین مانند ابناے دنیا اور طالب دنیا اور محبت دنیا کے کوئی رسی نہین ہے سو جو شخص انکو پہچانیگا وہ دنیا کے طرف کھنچ جاویگا دنیا کی خواہش رکھے گا یا اس سے انکار کرے گا اور پرہیز کریگا مبتدی اُن فقیرونکی صحبت مین بیٹھنے سے جو قیام اللیل یعنی تہجد کی نماز اور صیام النہار یعنی نفل روزے کی ترغیب نہین دلاتے ہین کیونکہ ایسے فقیرونکی صحبت سے مبتدی کو وہی بدی اثر کریگی جو ابناے دنیا کی صحبت مین بیٹھنے سے اثر کرتی ہے اور ایسے فقیر لوگ اکثر اشارے اشارے یہ بات کہتے ہین عمل اور عبادت ظاہری جو ہے سو عابدونکا شغل ہے اور ارباب احوال جو ہین سو اس مقام سے اُسپر پہونچ گئے ہین یعنی انکو اعمال اور عبادت ظاہری کی حاجت باقی نہین اور فقیر کو چاہتا ہے کہ فقط فرضون کو ادا کر لیا کرے اور رمضانکا روزہ رکھے بس اسیقدر کفایت ہے اور مرید کو سزاوار نہین ہے کہ ایسے فقیرونکی بات اسکے کان مین مطلق پڑے اسواسطے کہ ہمنے آزمایا ہے اور ان سب سارے کامونکو کرکے بیٹھے ہین اور فقرا اور صالحین کی صحبت مین بیٹھے ہین اور جو لوگ کہ ایسی بات کہتے ہین اور فقط فرضون کا حکم دیتے ہین اور زیادات اور نوافل یعنی فرض کے سوا جو زیادہ عبادتین سنت اور نفل ہین انکا حکم نہین دیتے سو اُن لوگونکو ہمنے اتباع مین کچا اور عاجز پایا باوجودیکہ اپنے احوال مین وے لوگ اچھے ہین سو بندے کو لازم ہے سارے فریضہ اور فضیلہ کو چنگل سے پکڑنا اسواسطے کہ فریضہ اور فضیلہ کو مضبوط پکڑنے سے اُس کا قدم اسکے ہدایت مین ثابت رہتا ہے فریضہ کہتے ہین فرض عبادت کو اور فضیلہ کہتے ہین نفل عبادت کو اور بندہ نگہبانی کرے جمعہ کے روز کی خاص کرکے اور جمعہ کے روز کو خالص اللہ تعالی کی عبادت کیواسطے

مقرر کرے اور جمعہ کے روز کو اپنے نفس کے احوال اور حاجتونکے ساتھ ذرا بھی ملاوے اور جامع یعنی جمعہ مسجد کیطرف
صبح کو جاوے آفتاب نکلنے کے قبل اور جمعہ کے غسل کے بعد اور جمعہ کی نماز کیوقت قریب غسل کرے جو اس سے
ہو سکے تو افضل ہے اور مشغول ہو نماز اور گریہ اور زاری اور دعا اور تلاوت انواع ذکر مین بغیر فتور اور سستی کے
یہانتک کہ جمعہ کی نماز پڑھی جاوے اور جمعہ مسجد مین معتکف ہو کے بیٹھے یہانتک کہ عصر کی نماز کا فرض پڑھا جاوے
اور باقی دن بھر مشغول رہے تسبیح یعنی سبحان اللہ کہنے مین اور استغفار یعنی استغفر اللہ کہنے مین اور نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام پر صلوٰۃ بھیجنے مین یعنی درود پڑھنے مین اسواسطے کہ بیشک وہ بندہ ان کامون کی برکت پاتا رہے گا
اس جمعہ کے سارے ہفتہ بھر اور بیشک صادقین مین سے بعضے ایسے لوگ تھے کہ اپنے احوال اور اقوال اور
افعال کو سارے ہفتہ بھر ضبط رکھتے تھے تاکہ اس کام کا ثمرہ اور فائدہ جمعہ کے روز پاوین کیونکہ جمعہ ہر صادق کیواسطے
زیادتی ثواب کا ماں ہین اور تاکہ جو کچھ برکت جمعہ کیدن پاوین سو محک اور کسوٹی ٹھہرے کہ اس سے سارے ہفتے جو گذرے
ہین اُنکے کام اور ثمرہ کو کسی اور تولے اور اُنکا حال دریافت کرے اسواسطے کہ جب سارا ہفتہ صحیح سلامت اور
بھلا چنگا ہوا تب جمعہ کے روز مین انوار برکات زیادہ حاصل ہونگے اور جمعہ کے روز مین جو کچھ تاریکی اور نفس کی
ملولی اور رنجیدگی اور قلت انشراح یعنی دلکی کشادگی اور خوشی کی کمی پاوے تو دریافت کرے اور تول کے معلوم
کرے کہ یہ اسی سبب سے ہے جو ہفتو مین اپنے اعمال کو ضائع کیا ہے اور کوشش کے ساتھ اسبات سے پرہیز کرے
کہ لوگونکے واسطے لباس پہنے یعنی لوگون کے دکھانے اور لوگونکے نزدیک قدر منزلت زیادہ ہونیکی نیت پر لباس
نہ پہنے خواہ لباس مرتفع یعنی عمدہ ہو خواہ لباس اُن لوگونکا ہو جو تھوڑے کھانے اور کپڑے پر قناعت کرتے
ہین تاکہ اُنکو لوگ زاہد معلوم کرے اسواسطے کہ عمدہ لباس لوگونکے دکھانے کیواسطے پہننے مین خواہش نفسانی ہے
اور موٹے کپڑے پہننے مین ریا ہے تو کپڑا نہ پہنے مگر اللہ کی رضا کی نیت پر یعنی موٹا کپڑا ہو یا عمدہ ہر طرح کے
لباس مین اللہ تعالیٰ کی رضا منظور ہو صاحب عوارف کہتے ہین کہ ہمکو خبر پہنچی ہے کہ سفیان نے اُلٹا کرتا پہنا
اور اسکو اسبات کی خبر نہ تھی یہانتک کہ دن ہوا اور بعضے لوگون نے اُسکو اسبات کی خبر دی تب اُس نے
یہ قصد کیا کہ کرتے کو اُتارے اور سیدھا کرکے پہنے پھر باز رہا اور کہا کہ مینے اسکو اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت پر
پہنا تھا سو اب مین اسکو سیدھا کرکے آدمیونکے دکھانے کی نیت پر نہ پہنونگا سو چاہیئے کہ بندہ اسبات کو

سمجھ لے اور اسی پر اپنے سب کام کو قیاس کرے اور ضرور ہی مبتدی کو کہ اُسکے واسطے قرآنکی تلاوت کا کچھ حصہ مقرر ہو
یعنے اپنے دن رات کے سارے وقتون مین سے ایک وقت قرآنکی تلاوت کیواسطے مقرر کرے اور جسنے قرآن کو
حفظ کیا ہے وہ شخص قرآن کے ساتوین حصے سے تھوڑا یا زیادہ جیسا کہ ممکن ہو پڑہے اور اس شخص کی بات
نسُنے جو کہتا ہے کہ ایک ذکر کو ہمیشہ کیا کرنا قرآنکی تلاوت سے افضل ہے اسواسطے کہ قرآن سے اور اسکی تلاوت
سے جو نماز مین یا نماز کے سوا تلاوت کریگا جس چیز کی آرزو اور خواہش کریگا سو سب کچھ پاویگا اللہ تعالی کی توفیق
سے اور مشایخون مین سے جو بعضے نے اسبات کو اختیار اور پسند کیا ہے کہ مرید ہمیشہ ایک ہی ذکر کیا کرے اسواسطے
کہ مرید کے دلکا قصد جمع ہو جاوے یعنے دلکی پراگندگی دفع ہونے کیواسطے دوا کے طور پر یہ بات تجویز کی ہے
اور جو شخص تلاوت اکیلے مکانمین ہمیشہ کیا کرے گا اور اکیلی اس تلاوت کو جنگل سے پکڑے گا تو جو فائدہ اسکو
ایک ذکر کا ہوگا اس سے بڑھ کے تلاوت اور نماز فائدہ دیگی پھر جب بعضے وقت قرآن کی تلاوت سے
جی گھبراوے تب آسانی کیواسطے نفس سے ذکر کا کام لے اور نفس کو تلاوت سے ذکر کیطرف اُتارے
اسواسطے کہ ذکر کرنا نفس پر ہلکا زیادہ ہے اور مبتدی کو لائق ہے اسبات کا جاننا کہ اعتبار دل کے کام کا ہوتا
ہے سو تلاوت اور نماز اور ذکر مین سے جو عمل کہ اُسمین دل اور زبان کو اکٹھا اور موافق نکریگا تو وہ عمل جیسا کہ
چاہیے ویسا شمار مین لانیکے قابل نہین ہے کیونکہ وہ عمل ناقص اور ادھورا ہے اور وسواسون اور حدیث
النفس یعنے جی کے خیالات اور منصوبونکو حقیر اور چھوٹا نہ جانے کیونکہ انکو چھوٹا اور حقیر جاننا ضرر کرنیوالا اور
اور داءعضال یعنی سخت بیماری ہے بلکہ اپنے نفس سے اسبات کا مطالبہ کرے کہ اسکی تلاوت مین قرآنکے
معنے اسکے باطن مین حدیث النفس کی جگہ پر ہو جاوین جیسا کہ تلاوت جب زبان پر ہوتی ہے تب زبان
تلاوتمین مشغول ہوتی ہے اور تلاوتمین دوسرا کلام نہین ملاتی سو اسیطرح قرآن کے معنے دلمین رہین
اُسمین حدیث النفس کو نہ ملاوے اور اگر عجمی ہو یعنے عرب کے سوا دوسرے ملک کا ہو کہ قرآن کے معنی نہین
جانتا ہے تو مراقبہ اُسکے باطن کا لباس ہو اسطرح پر اللہ تعالے کی نظر جو اس بندے کیطرف ہے سو بندے کا
باطن بجائے حدیث النفس کے اُس نظر اور نگاہ دیکھنے مین مشغول ہو تو بیشک وہ یہ مراقبہ ہمیشہ کرنے سے
ارباب مشاہدہ مین سے ہو جاویگا جیسا کہ مقدمہ مین اور نوین فصل مین معلوم ہو چکا اور مشاہدہ کی حقیقت

[گیا]رھوین فصل مین معلوم ہوگی انشاء اللہ تعالی اس خاکسار نے خوب آزمایا ہے کہ اس طور سے جو مذکور ہوا قرآن
[ش]ریف کی تلاوت کیوقت خصوصًا نماز مین بلا شبہ مشاہدہ ہوتا ہے اور جب اللہ تعالی کی تعریف یا اس سے
[ع]رض کرنیکا مضمون آتا ہے جسطرح سے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مالک انصاف کے دنکا اِيَّاكَ نَعْبُدُ
[و]اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہین اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہین تو بلا شبہ باسانی اور بڑی لذت
کے ساتھ اللہ تعالے سامنے معلوم ہوتا ہے اور جب اللہ تعالے کے کچھ حکم کرنیکا مضمون آیا ہے جسطرح يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کیطرف صاف دل کی
توبہ تب صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے ہمکو یہ حکم دیتا ہے اور اس حکم کو اللہ سے سنتا ہے اپنی آواز
اور زبانکا حکم مطلق ہوش نہین رہتا اور دل وجان سے اس حکم کو لذت کے ساتھ قبول کرلیتا ہے اور
جب اللہ تعالے کے خبر دینے کا مضمون آتا ہے جسطرح اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ اللہ کو خوش
[آ]تے ہین توبہ کرنیوالے تب بڑی لذت پاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے ہمکو یہ خبر سناتا ہے اور اس
[ح]الت مین اللہ تعالی نہایت قریب اور پاس معلوم ہوتا ہے وعلی ہذا القیاس سارے قرآن کی تلاوت مین
[ی]ہی حال ہوتا ہے اور جو شخص قرآن کے معنے نہین سمجھتا ہے تو اُسکو بھی مراقبہ مذکور کے سبب سے مشاہدہ حاصل
ہوتا ہے اور وہ سبحانہ نہایت قریب اور پاس معلوم ہوتا ہے اوپر جو گیارھوین فصل کے دوسرے فائدہ
مین کم فرصت لوگونکے واسطے ایکساعت مین فائدہ ہونیکے مضمون کا ذکر ہوا سو یہ بھی ویسا ہی مضمون ہے
[ما]لک نے کہا کہ صدیقین کا دل جب قرآن سنتا ہے تب خوش ہوتا ہے اور آخرت کیطرف خواہش کرتا ہے
سو چاہیئے کہ مرید اس وصول کو یعنی قرآنکی تلاوت کرکے اللہ سے ملنے کو جنگل سے پکڑے اور اسباب مین
[ا]دے اللہ کے پاس دوام افتقار یعنی ہمیشہ محتاج بنے رہنے سے کیونکہ اسباب سے اُسکا قدم ثابت ہوگا سہل
[ن]ے کہا کہ التجاء اور افتقار کے لازم کرلینے کے اندازے پر یعنے ہر وقت ہمیشہ اللہ تعالے کے پاس پناہ لینے
[ا]ور محتاج بنے رہنے کے اندازے پر بلا یعنی آزمایش کو پہچانتا ہے اور اپنی معرفت اور پہچاننے کے اندازے
[ا]للہ تعالے کے پاس اُسکا محتاج رہنا ہوتا ہے یعنے جسقدر اللہ تعالے کو اور اُسکی آزمایش کو پہچانتا ہے اور
[خاک]ساری فتون اور مکروہات اور نعمت دینے کو اسیکی آزمایش جانتا ہے اسیقدر اللہ تعالی کا محتاج بنا

رہتا ہے تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا بنا رہنا اصل اور جڑ ہے ساری نیکی کی اور کنجی ہے صوفیہ کے سارے بار یک علم کی اور
افتقار کو ہر سانس کے ساتھ جو لازم کر لیتا ہے وہ شخص آپ کیلیے کوئی حرکت نہین کرتا اور نکوئی بات بولتا ہے بغیر اللہ
کی مرضی پلیئے اور اُس حرکت اور باتمین بغیر اپنے محتاج ظاہر کرنیکے اللہ کے پاس اور جو بات اور جو حرکت اللہ
کیطرف رجوع کرنے اور اُسکے پاس محتاج ہونیسے خالی ہوتی ہے اُسکے پیچھے خیر اور بھلائی ہرگز نہین آتی اسبات کو
ہمنے جان لیا اور تحقیق کر رکھا ہے اور سہل نے کہا کہ جس شخص نے ایک سانس کے بعد دوسری سانس لی بغیر
ذکر کے تو بیشک اس نے اپنے حال کو ضائع کیا اور جس شخص نے اپنے حال کو ضائع کیا ہے اسپر جو نقصان داخل
ہوتا ہے اسمین کا ادنے نقصان یہ ہے کہ وہ شخص لا یعنی مین یعنی جو چیز اسکو کچھ فائدہ نہین دیتی اسمین وہ داخل
ہوتا ہے اور جو چیز اُسکو فائدہ دیتی ہی اُسکو ترک کرتا ہی اور ہمکو خبر پہنچی ہے کہ بیشک حسان ابن سنان نے کہا کہ یہ کس کا
گھر ہے بعد اسکے اپنے جی مین سوچا اور کہا کہ مجکو اس سوال سے کیا حاصل ہوا یہ اور کچھ نہین مگر میرے نفس کا غلبہ اور
اُسکا بے ادب ہونا ہی اور اپنے اوپر یہ قسم کھائی کہ روزہ رکھے ایک برس اسبات کے کفارہ کیواسطے جو لوگون نے
صدق یعنی سچی نیت کے سبب سے پایا ہی جو کچھ پایا ہی اور اپنے عزائم یعنی دل کے قصد اور سچی نیت کی قوت سے نیک
مردون کے عزائم اور قصد پر پہنچے ہین جو کچھ پہنچے ہین جنید فرماتے تھے کہ اگر کوئی صادق یعنی سچی نیت والا ہزار برس
اللہ کیطرف متوجہ رہا پھر اللہ کیطرف سے ایک لحظہ منھ پھیر لیا تو بیشک ایک لحظہ کے منھ پھیرنے کی برائی اس ہزار
برس کے متوجہ رہنے کی بھلائی سے بہت زیادہ ہے اور یہ سب باتین جو بیان ہوئین سو مبتدی ان سب باتونکے
مضبوط کرنیکا محتاج ہی اور منتہی ان سب باتونکا عالم ہے اور اُنکی حقیقتونپر عمل کرنیوالا ہے تو مبتدی صادق ہی
اور منتہی صدیق ابو عبد اللہ قرشی نے کہا کہ صادق وہ شخص ہے کہ اسکا ظاہر مستقیم اور سیدھا اور ٹھیک اور مضبوط
ہی اور اسکا باطن کسی وقت نفس کی خواہش کیطرف جھکتا ہے اور صادق کی نشانی یہ ہے کہ بعضے طاعت مین
حلاوت پاتا ہے اور بعضے طاعت مین حلاوت نہین پاتا اور جب ذکر مین مشغول ہوتا ہے تب اُسکی روح روشن
ہو جاتی ہے اور نفس کی خواہش مین مشغول ہوتا ہے تب ذکر کی حلاوت اور روشنی سے روح پر پردہ پڑجاتا ہے
اور صدیق وہ شخص ہی کہ اُسکا ظاہر مضبوط ہوتا ہے اور اسکا باطن اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے حال کی تلوین کے
ساتھ یعنی حال کے بدلنے کے ساتھ کہ کبھی بیقراری اور بیچینی ہوتی ہے آنسو گرتا ہے خوف غالب ہوتا ہے

اور کبھی آنکھ کو ٹھنڈھک اور دلمین روشنی اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور یہ تلوین اور حال کا بدلنا ارباب قلوب کے
واسطے ہے جنپر اللہ سبحانہ کی صفت کھُلی جاتی ہے اور وے مشاہدہ والے ہین کہ ہر وقت حضوری کے دریامین
غرق رہتے ہین جیسا کہ چھٹی فصل مین معلوم ہوا اور مشاہدہ والے منتہی کھلاتے ہین پھر آگے جہانتک بڑھ جاوین
اور انکو کھانا اور سونا اور بیٹھنا اللہ سبحانہ کے ذکر اور یاد کا آڑ نہین پڑتا اور صدیق اپنے نفس کو چاہتا ہے کہ اللہ
کی رضا کے کام مین لگا ہے اور نبوت کے احوال سے بہت نزدیک صدیقیت ہے ابو یزید نے کہا کہ صدیقونکے
مراتب کے نہایت کا آخر جو ہے سو نبیونکے درجات کا اول ہے جیسا کہ نوین فصل کے آخر مین تفصیل کے ساتھ
معلوم ہوا صاحب عوارف فرماتے ہین اور جان تو کہ بیشک ارباب النہایات یعنی منتہی لوگ جو ہین سو اُنکا
باطن اور ظاہر اللہ کی رضامندی کی راہ مین مستقیم اور ٹھیک اور مضبوط ہوا ہے اور انکی ارواح نفس کی
تاریکی سے خلاص پائی ہے اور اللہ کے قرب کے بچھونے پر چلتی ہے اور انکا نفس فرمانبرداری اور اطاعت
کرنیوالا اور صلح اور موافقت کرنیوالا ہے دل کے ساتھ جس چیز کو دل قبول کرتا ہے اُسکو قبول کرنیوالا ہے اور انکی
ارواح مقام اعلی مین یعنی توجہ الی اللہ مین لگی ہوئی ہے ہوا حرص اور خواہش نفسانی کے شعلے اُنکے اندر بجھ گئے
اُنکے باطن مین صریح علم یقین کھلا اور ظاہر علم مین ملگیا ہے اور انپر آخرۃ کھل گئی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمایا جو شخص چاہے کہ ایسے مردے کو دیکھے جو زمین پر چلتا ہے
تو چاہیئے کہ دیکھے ابو بکر کیطرف آنحضرت علیہ السلام نے اس فرمانے مین اشارہ کیا اس حال کیطرف جس کے
سبب سے انپر صریح علم کھولا گیا تھا وہ صریح علم جسکی طرف عوام مومنین نہین پہنچتے ہین مگر بعد موت کے
یعنی آخرت کے سارے احوال جیسا کہ مرنے کے بعد عوام مومنون پر بھی کھل جاتے ہین ویسا حضرت ابو بکر صدیق
پر زندگی مین کھل گئے تھے اور مردے کیطرح سے دنیا کا علاقہ انسے ٹوٹ گیا تھا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے
چھبیسوین سپارہ سورہ ق مین فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ اب کھولدی یعنی تجھپر سے
تیری اندھیری اب تیری نگاہ آج تیز ہے سو ارباب النہایات جو ہین سو اُنکی خواہش نفسانی مرگئی ہے اور اُن کی
ارواح نے خواہش نفسانی سے خلاص پایا ہے فائدہ اس امت مرحومہ مین نام مقرر کرکے حضرت ابو بکر صدیق
کو صدیق کہنا ثابت ہوا ہے یہانتک کہ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب سے بھی ثابت ہے چنانچہ شیعہ اثنا عشریہ مذہب کی

معتبر کتاب کشف الغمہ مین جو علی بن عیسی اردبیلی کی تصنیف ہے یون منقول ہے سُئِلَ الاِمَامُ اَبُو جَعفَرٍ عَلَیہِ السَّلَامُ عَن
حِلیَۃِ السَّیفِ هَل یَجُوزُ فَقَالَ نَعَم قَد حَلّٰی اَبُو بَکرِنِ الصِّدِّیقُ سَیفَہٗ فَقَالَ الرَّاوِی
اَتَقُولُ هٰکَذَا فَوَثَبَ الاِمَامُ عَن مَکَانِہٖ فَقَالَ نَعَمِ الصِّدِّیقُ نَعَمِ الصِّدِّیقُ نَعَمِ الصِّدِّیقُ
فَمَن لَم یَقُل لَہُ الصِّدِّیقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰہُ قَولَہٗ فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ سوال کیے گئے امام ابو جعفر یعنی امام جعفر صادق کے
باپ امام محمد باقر علیہ السلام تلوار کے زیور سے کہ کیا جائز ہے تب کہا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ہان جائز
اور درست ہے کیونکہ بیشک ابو بکر صدیق نے اپنی تلوار کو زیور سے آراستہ کیا تھا تب راوی نے کہا کہ کیا آپ بھی
کہتے ہین ایسا یعنی آپ بھی انکو صدیق فرماتے ہین تب اُچھلے امام اپنی جگہ سے اور فرمایا ہان مین کہتا ہون صدیق
ہان مین کہتا ہون صدیق ہان مین کہتا ہون صدیق سو جو کوئی نکہے ابو بکر صدیق کو صدیق نہ سچا کیجیو اللہ
اسکی بات کو دنیا اور آخرت مین انتہی اس روایت سے ثابت ہوا کہ امام محمد باقر علیہ السلام ابو بکر صدیق کو اپنا
پیشوا اور مقتدا اعتقاد کرتے تھے اور اُنکے فعل کو فقہی مسئلہ کا ماخذ اعتقاد کرتے تھے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ایسے مذہب کے
لوگ اس امام برحق کے وقت مین کہین کہین تھے کہ جو حضرت ابو بکر صدیق سے بد اعتقاد تھے وے لوگ اپنے زعم مین
جانتے تھے کہ امام لوگ بھی حضرت ابو بکر صدیق سے بد اعتقاد ہین اور حضرت امام بھی ایسے مذہب والونکے حال سے
واقف تھے اور ان مذہب والون سے للہ دلسے ناراض تھے اسی سبب سے جب پہچانا کہ یہ اُسی مذہب کا آدمی ہے
سخت غصہ فرمایا یہانتک کہ اپنی جگہ سے اُچھلے اور ایسے مذہب والے کے حق مین جو ابو بکر صدیق کو صدیق نہ کہے بد دعا
فرمایا **فائدہ** شیعہ مذہب کی معتبر کتاب کی اس حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق کو نہ جاننا
اور انکی صدیقیت کا اقرار نکرنا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی مخالفت کرنا ہے اور اُس مومن کو جو بارہون امامون سے
محبت رکھتا ہے اور انکو دین محمدی کا پیشوا اعتقاد کرتا ہے اپنے اعتقاد درست کرنے اور اپنے مذہب پر مضبوط
رہنے اور بارہون امامونکے اعتقاد اور مذہب سے واقف ہونے اور حق مذہب مین طرح طرح کے شبہے دفع
ہو جانیکے واسطے یہ ایک حدیث کفایت ہے امام کی حدیث کے مقابلہ مین جھوٹے جھوٹے قصہ کہانی اور کیسے
بہتان اور افترا کا کیا اعتبار یحیی ابن معاذ سے لوگون نے عارف کی صفت پوچھی تب کہا عارف ایک مرد ہے
کہ لوگونکے ساتھ ہے اور اُن سب سے جدا ہے اور ایکمرتبہ کہا کہ ایک بندہ تھا پھر جدا ہو گیا یعنی ابھی بات چیت کرتا تھا

اور سب مین مِلا جُلا تھا پھر مشاہدہ مین غرق ہو گیا ایسا حال ہو گیا کہ گویا اس سے کبھی کی جان پہچان بھی نہین ہے وہی
تجلی اور استتار کی حالت کا بیان ہے چھٹی فصل مین معلوم ہوا سوار باب النہایات جو ہین سو وے لوگ اللہ تعالیٰ کے
پاس ہین اپنی حقیقت کے ساتھ موت کے وقت معین کرنیکے سبب سے باز رکھے گئے ہین یعنی انکو ایسا قرب کا مقام
حاصل ہے کہ اگر موت کا وقت معین نہوتا تو مارے شوق کے انکی روح بھی اللہ کے پاس جا پہنچتی اللہ تعالیٰ نے
اپنے خلق مین انکو اپنا لشکر مقرر کیا ہے اُنکے وسیلے سے ہدایت کرتا ہے اور اُنکے وسیلہ سے سیدھی راہ بتاتا ہے اور
انکے وسیلہ سے اہل ارادت اور اعتقاد والونکو کھینچ لیتا ہے انکا کلام پیاس کو بجھاتا ہے اور انکی نظر شفا ہے کہ
اُس سے ظاہری اور باطنی مرض دفع ہوتے ہین اُنکا ظاہر محفوظ ہے شریعت کے حکم سے یعنے شریعت کے حکم پر ایسا
قائم ہین کہ سارے خلاف شرع کام سے محفوظ ہین اور باطن اُنکا معمور ہے عالم سے ذو النون نے کہا کہ نشانی عارف
کی تین ہے ایک یہ کہ اسکی معرفت کا نور اسکی پرہیزگاری کے نور کو نہ بجھاوے یعنے جو بعضے جاہل اور مکار روزہ
نماز چھوڑے ہین اور گانجے بھانگ وغیرہ نشہ کی چیزونکے پینے مین گرفتار ہین۔ خلاف شرع لباس پہنتے
ہین یا بدعت مین گرفتار ہین اور تقوی اور پرہیزگاری نہین کرتے اور وے آپ کہتے ہین یا نادان لوگ جانتے
ہین کہ وے معرفت مین غرق ہین انکو روزہ نماز حرام حلال تقوے طہارت کا ہوش نہین سوجھ بوجھ ہے اور عارف
کی نشانی کے خلاف ہے اور دوسرے یہ کہ ایسے علم باطن کا معتقد نہو کہ جس سے شریعت کے ظاہر حکم کے بجالانے
مین نقصان آوے اور تیسرے یہ کہ اللہ تعالے کے زیادہ نعمت دینے اور بزرگی دینے سے اللہ تعالے کے
محارم کے پردونکے پھاڑنے پر مستعد نہو یعنے اللہ تعالے نے حرام پر اپنے منع کے پردے لٹکا دیے ہین اور فرمادیا ہے
کہ پردے کے اس پار کوئی نجاوے اور حرام مین گرفتار نہو سو مال دولت صحت تندرستی قوت زور عزت بزرگی
پاکے اللہ کو بھول کے حرام مین گرفتار ہونا اور حرام سے بچنا اور خوف کرنا عارف کی نشانی ہے اور عارف اور
ارباب مشاہدہ اور فنا اور بقا کے مقام والے یہ سب منتہی اور ارباب النہایات ہین سو ارباب النہایات
جب نعمت زیادہ پاتے ہین تب عبودیت کا حق زیادہ ادا کرتے ہین اور جب دنیا زیادہ پاتے ہین تب زیادہ
قرب حاصل کرتے ہین اور جب جاہ اور مرتبہ بلند زیادہ پاتے ہین تب تواضع اور ذلت یعنی اپنے تئین
ذلیل جاننا اور نرم دلی زیادہ کرتے ہین فرمایا اللہ تعالے نے چھٹے پارہ سورۂ مائدہ مین

اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین نرم دل ہین مسلمانون پر اور زبردست ہین کافرون پر اور جب
وہی لوگ نفس کی خواہشون مین سے کسی خواہش کو پاتے ہین تب انسے صاف اور خالص شکر نکلتا ہی اور نفس کی
خواہش کی چیزونکو لیتے ہین ایکبار نفس پر نرمی کرنے کیواسطے کیونکہ نفس اُنکے ساتھ اس لڑکے کے مانند ہی
کہ اسپر کسی چیز کے ساتھ لطف اور مہربانی کیجاتی ہے اور اسکو کوئی چیز تحفہ دیجاتی ہی اسواسطے کہ وہ لڑکا اس کے
حکم کا تابع ہے اور اسکی حفاظت اور نگہبانی مین رہتا ہے اور اسپر رحم اور مہربانی کیجاتی ہے اور ایکبار اپنے نفس کو وہ لوگ
خواہش نفسانی سے منع کرتے ہین انبیا علیہ السلام کی پیروی کیواسطے اور اسواسطے کہ دنیاوی خواہش کے
کم کرنیکو ان لوگون نے اختیار اور پسند کیا ہے اور کہا یحیی ابن معاذ نے کہ دنیا دلھن ہی اور جو شخص اسکو طلب کرتا
وہ اسکو کنگھی کرتا ہے اور جو شخص دنیا مین زاہد ہے یعنے جو شخص دنیا کا تارک ہے اور دنیا مین رغبت نہین کرتا ہے
وہ اس دلھن کے منھ کو سیاہ کرتا ہے اور اسکے بال کو اکھاڑ ڈالتا ہے اور اسکے کپڑے کو پھاڑ ڈالتا ہی اور جو
شخص عارف باللہ یعنے اللہ کا پہچاننے والا ہے وہ اپنے مولا مین مشغول ہے اُس دلھن کیطرف التفات نہین کرتا
اور جان تو کہ بیشک منتہی جو ہے سو باوجود اپنے کمال حال کے بے پروا نہین رہتا ہے نفس کی سیاست
اور نگہبانی سے اور اسکو خواہش نفسانی سے منع کرنیسے اور زیادتی روزے اور رات کے قیام اور طرح طرح کی
نیکی کے حصہ لینے سے اور تحقیق اسبات مین بہت لوگون نے غلطی کی اور گمان کیا کہ منتہی زیادات اور نوافل
سے مستغنی اور بے پروا ہوتا ہے سو منتہی کو کچھ دہشت نہین ہی لذت اور شہوات یعنی لذت کی چیزون اور
خواہش نفسانی کی چیزونکے لینے مین خوگر ہونا اور عادت کرنا یعنے لذات اور شہوات کی خو اور عادت کر لینے
مین کہ ہمیشہ نفیس کھانے کپڑے وغیرہ لذات کی عادت پڑجاوے اسمین منتہی کو کچھ دہشت نہین اور یہ گمان
کرنا خطا ہے اس راہ سے خطا نہین کہ یہ بات عارف کو اُسکی معرفت سے پردہ مین ڈالدیگی اور اسکی معرفت
جاتی رہیگی ولیکن اس راہ سے خطا ہے کہ یہ بات عارف کو معرفت کے زیادہ ہونیکے مقام سے باز رکھیگی سو
ایک گروہ نے جب دیکھا کہ یہ لذت اور خواہش نفسانی کی چیزین انمین سستی کا نشان نہین چھوڑتین یعنے
ان چیزونسے انمین سستی نہین آتی اور یہ چیزین انپر پردے نہین ڈالتین تب اُن چیزونکی طرف میل کیا اور
جھکے اور انمین خوگر ہوئے اور فرضونکے ادا کرنے پر قناعت لیا اور کھانے اور پینے کی چیزون مین کشادگی

اور یہ کشادگی جو دے لوگ کرتے ہین تو یہ انہین احوال کے سکر کا باقی رہنا ہو یعنی انکو حال نے دبا لیا ہو اور نشے
والون کی طرح سے بیہوش اور متوالا کر دیا ہے اور حال کے نور مین انکا یہ قید رہنا ہے اور حال کے نور سے
بالکل خلاص پا کے اور چھوٹ کے حق کے نور کے طرف انکا یہ نہ آنا ہے اور جو شخص کہ حال کے نور سے چھوٹ کے
حق کے نور کی طرف پہنچتا ہے تو سکر کا بقایا اس سے نکل جاتا ہے اور اُسکا نفس بندہ بنے رہنے کے مقام
مین عوام مومنون مین سے ایک عوام مومن کے مانند ہو جاتا ہے اور اللہ کی نزدیکی ڈھونڈھتا ہے نماز
اور روزہ کے ساتھ اور ساری قسم کی نیکی کے ساتھ یہانتک کہ راہ مین سے ایذا دینے والی چیز کے دور کرنیکے
ساتھ مثل کانٹے اور ڈھیلے اور پتھر کے اور تکبر نہین کرتا اور ننگ نہین رکھتا ہے اس بات سے کہ عوام مومنونکی
صورتین پھر دھرا کے ہو جاوے ہر قسم کی نیکی اور صلہ رحم یعنے اقربا کے ساتھ احسان کرنے کے ارادیکے
ظاہر کرنے مین یعنی پہلے عوام مومنونکی صورت مین تھا جب سلوک الی اللہ کا طریقہ اختیار کیا اور صوفیہ کے گروہ مین
داخل ہوا تب خواص مومنونکی صورت اور وضع کو اختیار کیا تھا اور اب جب منتہی ہوا تب پھر دُھرا کے
عوام مومنونکی صورت بنجانے اور نیکی اور صلہ رحم کے ارادے کے ظاہر کرنے مین تکبر نہین کرتا ہے اور اسمین
ننگ نہین رکھتا ہے کیونکہ اب بناوٹ بالکل نکل گئی اور ریا اور سمعہ یعنے خلق کے دکھانے سنانے کیواسطے
نیکی کرنا اب دور ہو گیا اور سارا عمل فقط اللہ کی رضا کیواسطے کرنے لگا اور اخلاص کا مرتبہ حاصل ہوا ہو سو ایسا
شخص شہوات یعنے خواہش نفسانی کی چیزونکو ایک وقت لیتا ہے نفس پر نرمی کرنے کے واسطے
کہ اُسکا نفس پاک صاف اور تابعدار اور اطاعت کرنیوالا ہے اسواسطے کہ وہ نفس اسکا قیدی اور اسیر ہے
اور ایک وقت شہوات کے لینے سے نفس کو منع کرتا ہے اسواسطے کہ اسبات مین نفس کی بہتری ہو اور
اسبات کو لڑکے کے حال پر برابر اور ٹھیک ٹھیک قیاس کر و کیونکہ لڑکے کی خواہش چیز ونکے ایک وقت
دینے اور ایک وقت منع کرنے مین اگر اعتدل اور اندازے کے حد سے تجاوز کریگا تو اسکی طبیعت خراب
ہو جاویگی اسواسطے کہ آدمی کی جبلت جو ہے سو اسکا توڑنا علم کی سیاست یعنے محافظت اور نگہبانی کے
ساتھ ضرور ہے یعنے علم جسوقت مین جسطرحسے حکم دے اُس طرحسے اپنی جبلت کے آراستہ ہونیکی تدبیر کرے
اور اپنے نفس کو تربیت کرے اور اپنی اٹکل سے تربیت کرنے سے نفس اور بھی بگڑ جاویگا سو یہ بات یعنی علم کی